عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۲۲ تا ۲۹ رجمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رجنوری ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۰۲

مولانا مفتی محمد عاصم زکی

مختصر حالات و خدمات

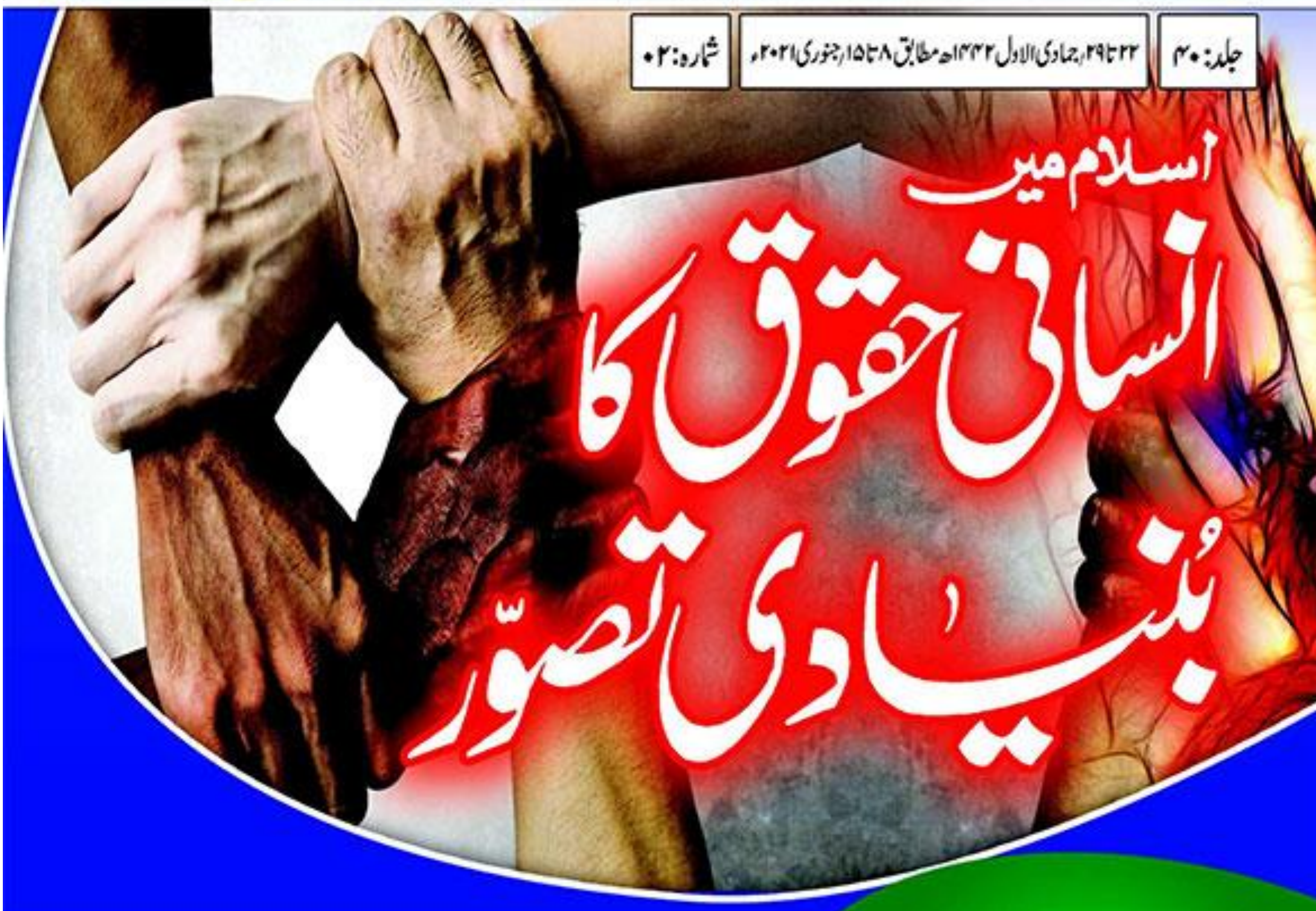

اسلام میں انسانی حقوق کا بنیادی تصوّر

سائنس اور مذہب کی حقیقت

سُودی نظام کے خلاف جدّوجہد کا نیا مرحلہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

وفات کے وقت جو وارث حیات ہوں وہی وراثت کے حقدار ہیں

س:...... میرا بھائی غیر شادی شدہ تھا، اس کا انتقال ۲۰۱۷ء میں ہوا، اس کے بینک اکاؤنٹ میں کچھ رقم ہے۔ یہ رقم تقسیم کیسے ہوگی اور اس میں کون کون حصہ دار ہیں؟ یہ بھی واضح کیا جائے جو بہن بھائی مرحوم کی زندگی میں فوت ہوئے ہیں، کیا ان کی اولاد قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحوم کی وراثت میں حصہ دار ہے یا نہیں۔ اگر حصہ دار ہیں تو ان کا حصہ بھی تحریر کیا جائے۔

ج:...... بصورت مسؤلہ مرحوم کے انتقال کے وقت ان کے ورثا میں سے جو جو زندہ تھے، مرحوم کے ترکہ میں سے بحیثیت شرعی وارث صرف انہیں ورثا کو حصہ ملے گا۔ ان کے علاوہ دیگر بہن، بھائی وغیرہ جو مرحوم کی زندگی ہی میں فوت ہوگئے تھے جیسا کہ سوال میں ان کی تفصیل درج ہے تو ان فوت شدہ بہن، بھائیوں یا ان کی اولاد کو مرحوم کے ترکہ میں سے بحیثیت وارث شرعی حصہ نہیں ملے گا۔ لہٰذا اگر سوال میں درج تفصیل درست اور صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں مرحوم کے ترکہ میں سے صرف ایک بھائی اور دو بہنوں کو حصہ ملے گا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرحوم کا مکمل ترکہ (میراث) سولہ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، جن میں سے سات، سات حصے ہر ایک بہن کو جبکہ دو حصے مرحوم بھائی (جو اس وقت حیات تھا) کی بیوہ کو ملیں گے۔

تین طلاق کے بعد بیوی حرمتِ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوجاتی ہے

س:...... عرض یہ ہے کہ میں نے غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی: ''میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔'' میں نے یہ طلاق ایک سانس میں دی ہے، مجھے اس کی شرعی حیثیت معلوم کرنی ہے کہ آیا طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟

ج:...... بصورت مسؤلہ خط کشیدہ الفاظ سے سائل کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں، جس کی وجہ سے سائل کی بیوی اس پر حرمتِ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے اور ان کا نکاح ختم ہوگیا ہے۔ میاں بیوی کی حیثیت سے اب ان کا ایک ساتھ رہنا ناجائز اور حرام ہے۔ عدت (یعنی تین ماہواریاں بشرطیکہ حاملہ نہ ہو) گزارنے کے بعد یہ عورت آزاد ہے۔ جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

قبروں پر پاؤں رکھنا

س:...... قبرستان میں بہت ساری قبریں آپس میں ملی جلی ہوتی ہیں اور درمیان سے گزرنے کا راستہ نہیں چھوڑا جاتا۔ ایسی صورت میں کسی مخصوص قبر تک پہنچنے کے لئے قبروں پر پاؤں رکھتے ہوئے گزرنا پڑتا ہے، ایسے میں کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... قبروں پر چلنا اور روندتے ہوئے جانا تو جائز نہیں ہے، اس لئے اگر احتیاط کے ساتھ بچ بچا کر اس قبر تک جانا ممکن ہو تو جائے ورنہ دور ہی سے کھڑے ہوکر سلام کرلے اور فاتحہ وغیرہ کرلے۔ مرحومین کو بھی ایصال ثواب ہوجائے گا اور آپ کو بھی پورا اجر وثواب مل جائے گا، بہرحال قبروں کو روندنے سے پرہیز کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۲۲تا۲۹ر جمادی الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۸تا۱۵ر جنوری ۲۰۲۱ء شمارہ:۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مولانا مفتی محمد عاصم زکیؒ.....	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام میں انسانی حقوق کا بنیادی تصور	۹	مولانا محمد نعمان نعیم
سائنس اور مذہب کی حقیقت	۱۲	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
سودی نظام کے خلاف جدوجہد کا نیا مرحلہ	۱۵	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
محبتِ رسول ﷺ کے عملی تقاضے	۱۷	مولانا عبدالقوی ذکی حسامی
سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب! (۳)	۱۹	حافظ محمود راجا، سجاول
کوئٹہ کا روحانی سفر (۲)	۲۳	حافظ محمد احمد احسان سبطین

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، استاذِ حدیث، جامعہ کی شوریٰ کے رکن، سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت مولانا محمد ادریس انصاری نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز، کئی اداروں کے سرپرست و معاون، سماجی خدمات کا نشان، کئی مساجد و مدارس کے معمار، مکتبہ غفوریہ عاصمیہ کے روحِ رواں، ہزاروں علماء کے استاذ، ہر دلعزیز شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی صاحبؒ ۷ار ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۳ر دسمبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات تقریباً ۴ بجے شام اس دنیائے رنگ و بو میں اکسٹھ سال گزار کر داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے راہیِ عالمِ آخرت ہوگئے، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطٰی وکل شيء عندہٗ بأجل مسمًّی.

آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے: محمد عاصم بن محمد زکی بن حاجی محمد شفیع بن حاجی محمد سعید بن مولانا عبدالغفار۔ آپ کا ایک نام فرقان شفیع بھی تھا۔ عام طور پر آپ کے دوست احباب اور اہلِ خاندان آپ کو ''مفتی صاحب'' کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ کے آباء واجداد لکھنؤ کے قریب ''لکھیم پور کھیری'' کے رہنے والے تھے، بعد ازاں آپؒ کے سگڑ دادا مولانا عبدالغفار صاحبؒ (جو عالم فاضل تھے) نقل مکانی کرکے صوبہ یوپی کے شہر ''کانپور'' میں منتقل ہوگئے تھے۔ آپؒ کے پردادا حاجی محمد سعید صاحبؒ نے ۱۸۹۶ء میں پٹکا پور کانپور میں ''مطبع مجیدی'' کے نام سے ایک مطبع قائم کیا اور کلکتہ شہر میں ''حاجی محمد سعید اینڈ سنز'' کے نام سے دکان کی ابتدا کی۔ آپ کے والد حاجی محمد زکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی تعلیم یافتہ تھے، علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے ایل ایل بی کیا تھا، قیامِ پاکستان تک آپ کے والد صاحب اور دادا انڈیا میں ہی مقیم رہے، پاکستان بننے کے بعد اپریل ۱۹۴۸ء میں آپؒ کے والد صاحب نے پاکستان ہجرت کی۔ یہاں آکر ۱۹۴۸ء میں ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی اور ایچ ایم سعید کمپنی قائم کی اور ۳ر مئی ۲۰۰۱ء میں رحلت فرمائی۔

مفتی صاحبؒ کی پیدائش ۲۱ر جنوری ۱۹۵۹ء کو کراچی میں ہوئی۔ آپ کے دادا اور والد صاحب دین دار، باشرع اور علماء وصلحاء سے محبت اور تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب حاجی محمد زکی صاحبؒ ۱۹۵۹ء میں حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، ان کا اپنے شیخ سے بہت گہرا تعلق تھا، حضرت جب پاکستان آتے تو ان کے گھر ضرور تشریف لاتے۔ مفتی صاحبؒ کی ناظرہ قرآن کریم کی آمین میں بھی حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ شریک ہوئے، آمین کے بعد حضرتؒ نے مفتی صاحبؒ کو دعا دی کہ: ''اللہ تعالیٰ تمہیں حافظ بنائے۔'' اس کے بعد کچھ دیر مراقبہ میں رہے اور پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں عالم بنائے۔'' حضرتؒ کی یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں اور مفتی صاحبؒ حافظ بھی بنے اور عالم بھی بنے۔ مفتی صاحبؒ ناظرہ قرآن کریم کے بعد اسکول میں داخل ہوئے، آٹھویں تک اسکول پڑھنے کے بعد اسکول کی پڑھائی سے دل بھر گیا، اسکول میں آٹھویں تک پڑھائی کے دوران مفتی صاحب قرآن کریم حفظ بھی کرتے رہے، جب آٹھویں جماعت مکمل ہوئی تو مشورہ سے باقاعدہ حفظِ قرآن کا فیصلہ ہوا، ۱۹۷۳ء میں جامعہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن (حال جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) میں حفظِ قرآن کریم کے لئے شعبہ حفظ میں داخلہ لے لیا۔

۱۱رجنوری ۱۹۷۶ء میں حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا امتحان لیا، آمین اور آخری دعا کروائی۔ اس کے بعد مفتی صاحبؒ نے ۱۹۷۶ء میں درجہ اولیٰ میں داخلہ لے لیا، ۱۹۸۴ء میں آپ نے دورہ حدیث سے فراغت کے بعد فقہ میں دو سالہ تخصص کیا۔ مفتی صاحبؒ کا پورا گھرانہ پہلے سے دین دار چلا آرہا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ بھی اپنے خاندان میں ماشاء اللہ حافظ، عالم اور مفتی بن گئے۔ دورانِ درسِ نظامی آپ نے پرائیویٹ امتحان دے کر میٹرک، انٹر اور بی اے نمایاں نمبروں سے پاس کیا۔ ۱۹۸۷ء میں جامعہ میں بطور مدرس تقرر ہوا، ۱۹۸۷ء سے تادم آخر بلا تنخواہ اعزازی طور پر جامعہ میں پڑھاتے رہے۔ شعبہ بنین میں مشکوٰۃ شریف، اور شعبہ بنات میں مسلم شریف اور ترمذی شریف زیرِ درس تھی۔

کاروبار کے اعتبار سے پندرہ بیس سال قبل صرف ایک مکتبہ غفوریہ عاصمیہ قائم کیا تھا، جس کا مقصد اسلاف کی مفید اور نادر و کمیاب کتب کی اشاعت تھی، ان کتب میں سے چند اہم کتب یہ ہیں: ’’صور من حياة الصحابةؓ‘‘، ’’صور من حياة التابعينؒ‘‘، ’’الرسول المعلم (ﷺ)‘‘، ’’اللباب‘‘، ’’العلماء العزاب‘‘، ’’قيمة الزمن‘‘ سمیت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر کتب، اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریرِ ترمذی دروس مدنیہ وغیرہ۔‘‘

حضرت مفتی صاحبؒ کے والد صاحبؒ نے آپ کو جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے لئے وقف کردیا تھا، اس لئے وہ مکمل طور پر اپنی مادرِ علمی کے ہی ہو کر رہ گئے تھے۔ سوشل ورک اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، لوگوں کے خانگی اور نجی مسائل کو احسن انداز اور حکمت و بصیرت سے حل فرماتے تھے، کئی ٹوٹتے گھروں کو آپ نے اپنی سمجھداری، معاملہ فہمی، اور اخلاص کے ذریعہ ٹوٹنے سے بچایا اور بسایا۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ ’’بنوری ٹرسٹ‘‘ کے اہم رکن رہے، مساجد و مدارس کے معاملات کی نگرانی اور ان کے مسائل کا حل اور تصفیہ فرماتے تھے۔ بہت سے مدارس اور مساجد کے آپ سرپرست اور بانی تھے۔

حال ہی میں مرض الوفات سے پہلے ۱۲ربیع الاول ۱۴۴۲ھ کو بلوچستان کے علاقے پسنی میں ایک مسجد کی تعمیر مکمل کروا کے اس کا افتتاح کروایا، تین سال قبل اس کی بنیاد رکھی تھی، تین سال میں اس کی تعمیرات کے سلسلے میں کئی بار اسفار کئے اور مالی تعاون کیا، اسی مسجد میں علاقہ کا واحد مدرسہ بھی شروع کروایا۔ تھر میں کئی پانی کے کنویں کھدوائے اور وہاں کے کئی ہندوؤں کو مسلمان کیا۔ ۲۰۱۰ء کے سیلاب میں ملک بھر کا دورہ کیا اور متاثرین کو امداد پہنچائی۔ اسی طرح مردان اور خیبر پختونخواہ کے دیگر علاقوں اور چترال میں خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح سونامی طوفان کے حادثہ میں بھی انڈونیشیا وغیرہ اور دیگر مواقع پر برما اور بنگلہ دیش اور کئی ممالک میں امداد لے کر گئے۔ اسی طرح مفتی صاحبؒ نے کئی ممالک کے تبلیغی اور سیاحتی اَسفار بھی کئے۔ نیز آپؒ کا تقریباً ہر سال حج اور عمرے کا معمول تھا۔

آپ کی شادی ۱۸ردسمبر ۱۹۸۷ء کو کانپور انڈیا میں اپنی خالہ زاد بہن سے ہوئی، جس کے لئے آپ کانپور تشریف لے گئے تھے، وہاں کے مشہور بزرگ عالم حضرت مولانا صدیق باندوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نکاح پڑھایا تھا۔ آپؒ کی ایک بیٹی ہوئی، جو ماشاء اللہ شادی شدہ اور جامعہ کی فاضلہ بھی ہے۔

....

۲۱ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۷ردسمبر ۲۰۲۰ء بروز پیر کو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں مفتی محمد عاصم زکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی اجتماع ہوا، جس میں جامعہ اور شاخہائے جامعہ کے کئی ہزار طلبہ نے قرآن کریم کی تلاوت کر کے حضرت مفتی صاحبؒ کے لئے ایصالِ ثواب کیا۔ اس اجتماع میں جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور جامعہ فاروقیہ کے اکابر اساتذہ اور مفتی صاحبؒ کے اہلِ خانہ، دوست، احباب اور متعلقین نے

شرکت کی۔ حضرت مولانا محمد زیب صاحب نے اس موقع پر اپنے بیان میں فرمایا: ’’ہم نے اپنے غم کو ہلکا کرنے کے لئے ایصالِ ثواب کیا۔ مفتی محمد عاصم زکی صاحب ؒ جامعہ کے انتہائی مخلص استاذ تھے، کروڑوں روپے کے معاملات جامعہ اور دیگر مدارس وفلاحی کاموں کے لئے خرچ کرتے رہے، لیکن کسی کو بتاتے نہیں تھے۔ اسباق کی پابندی فرمایا کرتے تھے، وقت پر درس گاہ تشریف لاتے۔ مولانا امداداللہ صاحب سے علالت کے دوران فرمایا: اتنے دن سبق کا ناغہ ہوا، اس کا کیا ہوگا؟ اتنی فکر اُن کو لاحق تھی۔ میری اور مفتی عاصم زکی صاحبؒ اور مفتی عبدالمجید صاحبؒ کی مساجد کے معاملات نمٹانے کی ذمہ داری تھی، بہت احسن انداز سے معاملات کو نمٹاتے۔ جب بھی ملتے پیار ومحبت سے ملتے، ساتھیوں کے ساتھ بہت مخلص تھے۔ اس کے ساتھ شوریٰ کے رکن تھے اور جامعہ کے خزانچی کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ شعبہ تعمیرات کے بھی نگران تھے، جامعہ کے ہر کام کو اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے۔ امریکہ، افریقہ، بنگلہ دیش وسری لنکا تک حضرتؒ کے فلاحی کام پھیلے ہوئے تھے۔ کتنے مساجد ومدارس وادارے قائم کئے۔ انہوں نے جتنا وقت جامعہ کو دیا، اتنا وقت گھر اور کاروبار کو نہیں دیا۔ حضرتؒ ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے ہمارے لئے زندگی کا لائحہ عمل طے کیا۔‘‘

حضرت مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب نے فرمایا:

وما کان قیس ہلکہ ہلک واحد

ولکنہ بنیان قوم تہدما

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے، ان کی وفات کے بعد اس کو ظاہر فرماتے ہیں۔ مفتی عاصم زکی صاحب ؒ کئی خوبیوں کے مالک تھے، بہترین حافظ وقاری اور مدرس تھے، بہترین علم اور عمدہ اخلاق کے حامل تھے، انتہائی درجے کے امانت دار تھے، کتنے ہی مدرسوں کی بنیاد اور کتنے مدرسوں کو امداد دینے والے تھے، ہمیں پتہ بھی نہیں، لوگ اب آ کر بتاتے ہیں۔ بخاری شریف میں جمعہ کی نماز کے لئے جانے والے کے لئے فی سبیل اللہ کا ذکر ہے تو جو مساجد ومدارس کی خدمت کرتے ہیں، وہ بھی فی سبیل اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحبؒ سے یہ کام خوب لیا ہے اور ان شاءاللہ وہ انبیاءؑ وصدیقینؓ وشہداءؒ اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ قرآن کریم میں آیتِ مبارکہ ہے:

’’وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔‘‘ (سورۃ النساء:۶۹)

ترجمہ: ’’سو وہ اُن کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے اُن کی رفاقت۔‘‘

اور ایسے لوگ مزے میں ہوں گے:

’’عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰہُ: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَاعَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ، فَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ: ’’فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ۔‘‘ (متفق علیہ)

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کی ہیں، جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا (یعنی دنیا میں جو آدمی ہیں ان کی آنکھوں نے)، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی آدمی کے دل میں اُن کا تصور آیا اور یہ مضمون اللہ کی کتاب میں موجود ہے، کوئی نہیں جانتا جو چھپایا گیا ہے اُن کے لئے آنکھوں کا آرام، یہ بدلہ ہے ان کے

کاموں کا۔‘‘

آخر میں جامعہ کے استاذِ حدیث وناظمِ تعلیمات حضرت مولانا مفتی امداداللہ یوسف زئی صاحب نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ’’ایسی موت قابلِ رشک ہے، جس کی اتنی لاتعداد روحانی اولاد ہو اور یہ علومِ نبوت کے حاملین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے استاذ ومحسن کے لئے ایصالِ ثواب کیا کرتے ہیں۔ بھائی عاصمؒ وہ شخصیت تھی جس کے خمیر میں اللہ نے خیر ہی خیر رکھی تھی، اور اپنی پوری زندگی اشاعتِ علوم میں لگائی۔ میرا اتنا تعلق اپنے سگے بھائیوں کے ساتھ نہیں تھا، جتنا عاصم بھائیؒ کے ساتھ تھا۔ ۱۹۷۶ء سے ہمارا تعلق تھا جب میں درجہ اولیٰ میں داخلے کے لئے جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن آیا تو عاصم بھائیؒ نے جامعہ میں حفظ مکمل کرلیا اور درجہ اولیٰ میں انہوں نے داخلہ لینا تھا، ہم دونوں کا داخلہ ہوا اور ایک تپائی پر ہم دونوں بیٹھے اور وفات تک تعلق رہا۔ میں نے زندگی میں ان جیسا رازدار وامانت دار شخص نہیں دیکھا۔ کبھی غیبت کرتے نہیں پایا، اور نہ ہی غیبت سنتے تھے۔ آپ بھی اس مجلس میں عہد کریں کہ ہم بھی کسی کی غیبت نہیں کریں گے۔ غیبت کے بارے میں صحیح مسلم میں حدیث آئی ہے:

’’عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَؓ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيْلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ.‘‘ (صحیح مسلم)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے جس کا تذکرہ کرنا اُسے ناپسند ہو۔ عرض کیا گیا: ذرا یہ بتایئے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب واقعتاً پایا جاتا ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟) فرمایا: اگر وہ عیب اس میں موجود ہے جو تم کہہ رہے ہو تب تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔‘‘

والدین نے اُن کو جامعہ کے لئے وقف کیا تھا، انہوں نے آخر دم تک جامعہ اور دین کے ساتھ تعلق رکھا، حضرت مفتی نظام الدین شامزیؒ کی وفات کے بعد لوگوں نے مجھے مفتی صاحبؒ کا دست وبازو سمجھ کر فون کئے اور کہا کہ: ہمارے ساتھ مفتی نظام الدین شامزیؒ نے فلاں فلاں تعاون کیا، لیکن اس بارے میں مجھے معلوم نہیں تھا۔ اسی طرح بھائی عاصم زکیؒ کے انتقال کے بعد بھی فون کا سلسلہ جاری ہے، اب مجھے ان کا بھی معلوم ہوا کہ کتنے اخفاء سے کام لیا کرتے تھے۔ زلزلہ یا سیلاب کی صورت میں صفِ اول میں آگے آگے ہوتے۔ زلزلے یا سیلاب میں ادارے کی طرف سے صرف ہم دونوں بھائیوں نے ساڑھے تین کروڑ کی چادریں تقسیم کیں، اور جو پیسے اس سے بچ گئے تو ضلع ہزارہ میں ۱۱۵۰ اجتماعی شادیاں کروائیں۔ اسی طرح سوات اور نوشہرہ میں جب سیلاب آیا تو وہاں بھی بہت سے گھر بنوائے اور ۱۱۳۵ اجتماعی شادیاں کروائیں۔‘‘

....

حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی رحمۃ اللہ علیہ کو سانس اور دمے کی شکایت رہتی تھی، تکلیف بڑھی، انڈس ہسپتال میں داخل کرایا گیا، کئی دن بیمار رہنے کے بعد ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۳ دسمبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات شام تقریباً چار بجے انڈس ہسپتال میں آپؒ کا انتقال ہوا۔ جمعہ کی رات دس بجے جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے نائب رئیس حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، آپ کے برادران بھائی فیروز زکی صاحب اور بھائی شاہد زکی صاحب، آپ کے داماد، آپ کے سفر وحضر کے وفاشعار احباب بھائی جنید اسلم صاحب، ڈاکٹر سلیم صاحب، شیخ آصف صاحب، آپ کے اعزہ واقربا،

دوست احباب کے علاوہ جامعہ کے اساتذہ، طلبہ اور عوام الناس کی کثیر تعداد کی موجودگی میں جامعہ کے استاذِ حدیث و ناظمِ تعلیمات حضرت مولانا امداداللہ یوسف زئی صاحب کی اقتداء میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اور تدفین ڈالمیا قبرستان میں اپنی والدہ ماجدہ کے قریب ہوئی۔ آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ، ایک بیٹی، دو بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی رحمہ اللہ کی والدہ صاحبہؒ کی وفات بھی تیرہ دن قبل ہی ہوئی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مفتی محمد عاصم زکی صاحب رحمہ اللہ اور آپ کی والدہ محترمہؒ کی مغفرت فرمائے، اُن کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے۔ جامعہ کو مفتی صاحبؒ کا بدل عطا فرمائے اور آپؒ کے لواحقین، متعلقین اور مخلصین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علٰی آلہٖ و صحبہٖ أجمعین

شیخ الحدیث حضرت مولانا زرولی خان رحمہ اللہ

مولانا مفتی زرولی خانؒ کی وفات سے پاکستان ایک اور بہادر عالم دین کی شخصیت سے محروم ہوگیا۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے شیخ الحدیث مولانا محمد اکبرکا ابھی جنازہ ہی ہوا تھا کہ ۸/دسمبر ۲۰۲۰ء کو ایک اور شیخ الحدیث سے دنیا محروم ہوگئی۔ آپ بلا شبہ حق گو علماء کرام کے اپنے زمانے میں سرخیل تھے۔ آپ کے بعض تفردات سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے۔ آپ نے اپنے وقت کے جید علماء کرام اور مشائخ عظام شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ جیسے کبار علماء سے فیض حاصل کیا۔ حضرت بنوریؒ سے آپ کو والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ راقم نے حضرت بنوریؒ پر ”شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ؛ سوانح و افکار“ مرتب کی اور تبصرہ کے لئے ماہنامہ الخیر ملتان کو ارسال کی تو حضرت مفتی صاحبؒ نے نہ صرف کتاب مکمل پڑھی بلکہ چار صفحات پر مشتمل اس پر تبصرہ لکھا اور راقم کو ارسال کیا۔ اسے تبصرہ نہیں، تقریظ سمجھنا چاہئے۔ اس میں کچھ اغلاط کی بھی تصحیح فرمائی اور آخر میں لکھا کہ اگر کراچی آنا ہو تو احسن العلوم ضرور تشریف لائیں، تو راقم ایک مرتبہ جب کراچی گیا اور حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرت مفتی صاحب جہاں تشریف فرما تھے، وہاں کھجور کا درخت تھا۔ کھجور جھکی ہوئی تھی، بعض حضرات نے کہا کہ کھجور حضرت مفتی صاحب کے اعزاز میں جھکی ہوئی ہے۔ میرے ساتھ بڑی محبت سے پیش آئے۔ مدینہ طیبہ کی کھجوروں، آبِ زمزم اور چائے سے تواضع کی۔

ایک مرتبہ دوبارہ حاضری ہوئی۔ مغرب کی نماز پڑھا کر نمازیوں اور طلباء کی طرف رخ کر کے بیٹھے تھے، تو آپ کے خدام نے کہا کہ اب ملاقات کا وقت نہیں ہے۔ راقم نے عرض کی کہ میں صرف مصافحہ کر کے واپس آجاؤں گا۔ مصافحہ کیا، نام بتلایا اور عرض کی کہ یہاں سے گزر رہے تھے، میں نے کہا کہ مصافحہ کرلوں۔ السلام علیکم کہہ کر واپس ہوگیا تو ساتھیوں نے کہا کہ مفتی صاحب تشریف لا رہے ہیں، راقم رُک گیا۔ دفتر میں تشریف لائے، پیار و محبت کے ساتھ بٹھلایا، خاطر مدارت کی اور راقم کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ مفتی صاحب کی حق گوئی وبے باکی مسلمہ تھی۔ گویا شاعر نے ان ہی کے متعلق کہا تھا:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نہ آبلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

واقعی بہت سے مسائل میں اپنے و پرائے ان سے ناخوش ہوتے تھے اور بہت سے حضرات خوش، مثلاً: تراویح پڑھانے والے امام کے متعلق جمہور علماء کرام کا فتویٰ ہے کہ امام التراویح کو معاوضہ نہیں دینا چاہئے اور نہ اسے لینا چاہئے، لیکن مفتی زرولی خان فرماتے کہ لین دین جائز ہے۔ راقم نے ان کی ایک تقریر سنی کہ قاری کو ایک لاکھ بیس ہزار اور کم از کم ستر ہزار دینا چاہئے اور فرماتے کہ حرمین شریفین کے امام التراویح کو نیو ماڈل گاڑیاں دی جاتی ہیں، جب ان کے لئے لینا جائز ہے تو ہمارے لئے کیوں جائز نہیں؟

مدرسہ احسن العلوم اور اس کی دیگر شاخیں اور مساجد ان کے لئے صدقہ جاریہ سے کم نہیں۔ ان کی ساری زندگی قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے ہوئے گزری۔ جہاں انہوں نے محسوس کیا کہ کلمۂ حق کہنا ہے تو ڈنکے کی چوٹ کہا۔ آپ جمعیت علماء اسلام بالخصوص قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم کے زبردست مداحین میں سے تھے۔ انہوں نے تفسیر زاہدی چھپوائی، جو فارسی زبان میں ہے۔ فرماتے تھے کہ یہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ترجمہ سے بھی قدیم ہے۔ کہیں انہیں کرم خوردہ ملی اور انہوں نے اسی حالت میں چھاپ کر تقسیم کردیا اور مفت تقسیم کیا۔

امام المؤحدین حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کی ”تحریرات حدیث“ چھاپی اور مفت تقسیم کی۔ ان کی طرف نسبت کرنے والے حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں اور سماع صلوٰۃ والسلام عندالمزار شریف کا بھی، جبکہ تحریرات حدیث میں ان کا مسلک علماء دیوبند کے مسلک کی طرح ہے۔ وہ اپنے سینہ میں دردمند دل رکھتے تھے، جو ملک وملت کے لئے دھڑکتا اور تڑپتا تھا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

اسلام میں انسانی حقوق کا بنیادی تصور!

مولانا نعمان نعیم

فرمانِ الٰہی ہے: ’’حکم تو بس اللہ ہی کے لئے ہے، وہی حق کی باتیں بیان کرتا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (سورۃ الانعام)

دوسری جگہ فرمایا: ’’اس بات کو فراموش نہ کرنا کہ حکم اسی (اللہ) کا حکم ہے اور حساب لینے والوں میں اس سے جلد حساب لینے والا کوئی نہیں۔‘‘

پس اسلام کا انسانی حقوق کا فلسفہ کائنات کو الہیاتی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ کون سی چیز انسان کے لئے نفع رساں ہے اور کون سی ضرر رساں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’بے شک، ہم نے انسان کی راہنمائی سیدھے راستے کی طرف کردی۔ اب اسے اختیار ہے کہ شکر گزار رہے یا ناشکرا بن جائے۔‘‘

ایک اور مقام پر فرمایا گیا: ترجمہ: ’’اور بے شک، ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے انہیں خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا۔‘‘ (بنی اسرائیل: ۷۰)

اللہ رب العزت نے نوعِ انسانی کو دیگر تمام مخلوق پر فضیلت و تکریم عطا کی ہے۔ قرآن حکیم میں شرفِ انسانیت کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور اس طرح نسل آدم کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا کی گئی۔ مساوات انسانی کو اسلام نے بے حد اہمیت دی ہے۔ اس حوالے سے کوئی اور مذہب اور نظام اسلامی اقدار کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آج کی مہذب دنیا جو انسانی حقوق کی رٹ لگاتے نہیں تھکتی، یہ جان جائے کہ انسانی حقوق کے جس تصور تک وہ اب پہنچی ہے، اس سے کہیں زیادہ جامع اور واضح تصور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل پیش کردیا تھا۔ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شدومد اور تاکید کے ساتھ حقوق انسانی کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اقوام متحدہ کے حقوقِ انسانی کے عالمی منشور سے صدیوں قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کے منشور کے حوالے سے اس سے کہیں زیادہ منفرد، ہمہ گیر اور جامع ہے۔ عالمی منشور کے کئی نکات اسی خطبے سے لئے گئے ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے محض مسلمانوں ہی کو نہیں، بلکہ پوری انسانیت کو مخاطب فرمایا۔

اسی باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں سات بار ’’اے لوگو!‘‘ (ایھا الناس) کے کلمات ارشاد فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم کی اصطلاح استعمال نہیں فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبے میں قرآنی تعلیمات اور اسلامی احکام کا خلاصہ نہایت فصیح وبلیغ انداز میں پیش فرمایا۔ اسی باعث اس خطبے میں ہمیں کئی انسانی حقوق آشکار کرنے والے نکات ملتے ہیں۔ انسانی حقوق کا عالمی منشور جن چھ بنیادی نکات پر استوار ہے، وہ بڑی خوبی سے خطبہ حجۃ الوداع میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱:... زندگی کا حق... انسانی جان بہت اہم اور بیش قیمت ہے، چناں چہ اسے تحفظ دینے کے لئے ہر ممکن اقدامات ہونے چاہئیں۔ اسلام مذہب، نسل اور جنس سے ماوراہو کر تمام انسانوں کو زندہ رہنے کا حق عطا کرتا ہے۔

۲:... آزادی کا حق... ہر انسان فطری طور پر آزاد پیدا ہوا ہے۔ ہر فرد یہ پیدائشی حق رکھتا ہے کہ وہ آزادی کی تمام اقسام یعنی جسمانی، ثقافتی، معاشی اور سیاسی آزادیوں سے فائدہ اٹھائے۔ اسی کیٹگری میں ’’آزادی رائے‘‘ ’’آزادی نقل وحرکت‘‘ اور ’’آزادی مذہب‘‘ کے حقوق بھی شامل ہیں۔

۳:... تشدد سے تحفظ کا حق... کسی انسان پر جسمانی وذہنی تشدد نہیں کیا جائے گا اور نہ

ہی اسے بے عزت کیا اور دھمکایا جائے گا۔ کسی سے زبردستی اقبالِ جرم نہیں کرایا جاسکتا۔

۴:... جائیداد رکھنے کا حق... اسلام کسی تمیز کے بغیر تمام شہریوں کو جائیداد خریدنے کا حق دیتا ہے۔ اسلامی مملکت میں حکومت بے وجہ کسی انسان کی جائیداد ضبط نہیں کرسکتی۔ دوسری صورت میں شہری کو معقول معاوضہ دینا پڑتا ہے۔

۵:... معاشرتی تحفظ (سوشل سکیورٹی) کا حق... اسلامی معاشرے میں آباد ہر شہری یہ حق رکھتا ہے کہ وہ وسائل کے مطابق خوراک، رہائش، لباس، تعلیم اور علاج کی سہولتیں حاصل کرے۔ یہ معاشرے کی ذمے داری ہے کہ وہ ان مرد وزن کی مدد کرے جو عارضی یا دائمی معذوری کے سبب اپنے اخراجات برداشت نہیں کرسکتے۔

۶:... تعلیم کا حق... مرد ہو یا عورت، ہر انسان اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے تعلیم پانے کا حق رکھتا ہے۔ ہر فرد اپنی شخصیت کی تعمیر وترقی کے لئے تمام مواقع پاتا اور آزاد ہے کہ کوئی بھی پیشہ اختیار کرے۔

دور حاضر میں انسانی حقوق کے ارتقاء کا سرسری جائزہ لیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ مغرب میں حقوق انسانی کے تصور کی دو تین صدیوں قبل کوئی تاریخ نہیں ہے، جب کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی حقوق انسانی کا ایک جامع تصور انسانیت کے سامنے پیش کرکے بذاتِ خود اسے عملی جامہ پہنا کر ایک صالح معاشرے کی تشکیل کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوقِ انسانی کے صحیح نفاذ اور انہیں عملی زندگی سے مربوط کرنے کے لئے فکر آخرت سے جوڑ دیا جس کے باعث بندوں کے اندر حقوقِ انسانی کی رعایت وحفاظت کی ایسی اسپرٹ پیدا ہوگئی کہ بندہ از خود حقوق انسانی کا محافظ بن جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مربوط نظام، انسانی حقوق کا پیش کیا، وہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، جن میں احترام انسانیت، بشری نفسیات ورجحانات اور انسان کے معاشرتی، تعلیمی، شہری، ملکی، ملی، ثقافتی، تمدنی اور معاشی تقاضوں اور ضروریات کا مکمل لحاظ کیا گیا ہے، حقوق کی ادائیگی کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اگر کسی شخص نے دنیا میں کسی کا حق ادا نہیں کیا تو آخرت میں اسے ادا کرنا پڑے گا، ورنہ سزا بھگتنی پڑے گی۔ انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت انسانی حقوق میں سب سے پہلا اور بنیادی حق ہے، اس لئے کہ جان سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ بعثت نبوی سے قبل انسانی جانوں کی کوئی قیمت نہ تھی، سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان کا احترام سکھایا، ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا۔

آج دہشت گردی، انتہاپسندی، بدامنی اور قتل وغارت گری کی بنا پر انسان کا جو حق سب سے زیادہ متاثر ہو رہا ہے، وہ اس کی زندگی اور احترام انسانیت کا حق ہے۔ اسی طرح اسلام نے تمام قسم کے امتیازات اور ذات پات، نسل، رنگ، جنس، زبان، حسب ونسب اور مال ودولت پر مبنی تعصبات کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے ہم پلہ قرار دیا، خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، سفید ہوں یا سیاہ، مشرق میں ہوں یا مغرب میں، مرد ہوں یا عورت اور چاہے وہ کسی بھی لسانی یا جغرافیائی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں۔ انسانی مساوات کی اس سے بڑی مثال کیا ہوسکتی ہے کہ دنیا کے مختلف ملکوں، نسلوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے ہر سال مکہ المکرمہ میں ایک ہی لباس میں ملبوس حج ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ احترامِ آدمیت اور نوعِ بشری کی برابری کے نظام کی بنیاد ڈالنے کے بعد اسلام نے اگلے قدم کے طور پر عالم انسانیت کو مذہبی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی شعبہ ہائے زندگی میں بے شمار حقوق عطا کئے۔

اظہارِ تعزیت

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، سیکریٹری جنرل لاہور مولانا علیم الدین شاکر، نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے اراکین قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا خالد محمود، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا سعید وقار، قاری ظہور الحق، مولانا حافظ محمد اشرف گجر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے صاحبزادے مولانا محمد ابوبکر صدیق شجاع آبادی کی وفات پر گہرے رنج اور صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا ابوبکر صدیق نے پوری زندگی عقیدہ ختم نبوت اور دین کی تبلیغ اور اشاعت میں گزاری۔ مولانا بہت ہی سادہ طبیعت کے مالک تھے، زندگی بھر قرآن کریم کی خدمت سرانجام دی۔ علماء کرام نے کہا کہ ہم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

انسانی حقوق اور آزادیوں کے بارے میں اسلام کا تصور آفاقی اور یکساں نوعیت کا ہے جو زماں و مکاں کی تاریخی اور جغرافیائی حدود سے ماورا ہے۔ اسلام میں حقوق انسانی کا منشور اس اللہ کا عطا کردہ ہے جو تمام کائنات کا خدا ہے اور اس نے یہ تصور اپنے آخری پیغام میں اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے دیا ہے۔ دنیا کے قانون سازوں کی طرف سے دیئے گئے حقوق کے برعکس یہ حقوق مستقل بالذات، مقدس اور ناقابل تنسیخ ہیں۔ ان کے پیچھے الٰہی منشا اور ارادہ کارفرما ہے اس لئے انہیں کسی عذر کی بنا پر تبدیل، ترمیم یا معطل نہیں کیا جا سکتا۔ ایک حقیقی اسلامی ریاست میں ان حقوق سے تمام شہری مستفیض ہوسکیں گے اور کوئی ریاست یا فرد واحد ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ قرآن و سنت کی طرف سے عطا کردہ بنیادی حقوق کو معطل یا کالعدم قرار دے سکتا ہے۔

اسلام میں حقوق اور فرائض باہمی طور پر مربوط اور ایک دوسرے پر منحصر تصور کئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں فرائض، واجبات اور ذمہ داریوں پر بھی حقوق کے ساتھ ساتھ یکساں زور دیا گیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ ان فرائض کو ادا کریں جو ان پر ان کے والدین، بچوں، عورتوں، ان کے پڑوسیوں، غلاموں اور ذمیوں وغیرہ کی طرف سے عائد ہوتے ہیں۔ یہ امر باعث تاسف ہے کہ آج خود مسلمانوں نے اسلام کی ان پیاری آفاقی تعلیمات کو بھلا دیا ہے۔ ریاست اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہی ہے اور نہ ہی فرد واحد اپنے اوپر عائد حقوق کی ادائیگی کر رہا ہے، جس کا نتیجہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو احساس ذمہ داری عطا فرما دے۔ (آمین) ☆

تحفظ ختم نبوت کورس، لاہور

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گلشن راوی کے زیر اہتمام ایک روزہ تحفظ ختم نبوت کورس جامع مسجد حبیب کبریا سانده لاہور میں مجلس کے راہنما اور امام و خطیب جامع مسجد ہذا مولانا ڈاکٹر عبدالواحد قریشی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سیکریٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، ناظم تبلیغ لاہور مولانا عبدالعزیز، نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس، امیر گلشن راوی مولانا عزیز الرحمٰن، قاری جعفر حیات، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا مفتی عبدالودود، قاری سعید الرحمٰن، بھائی محمد زبیر، قاری محمد سکندر و دیگر علماء، قراء اور عوام نے شرکت کی۔

ختم نبوت کورس میں مولانا عبدالنعیم نے پروجیکٹر پر لیکچر دیا۔ علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ کرنا اس امت کا اعزاز ہے اور اس کی برکت کی وجہ سے امت شاد باد ہے۔ قادیانی فتنہ نے سازشی کردار ادا کرتے ہوئے ہمیشہ ملک اور ملت کو نقصان پہنچایا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کرنا امت کی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔ تاریخ گواہ ہے جب بھی عظمت رسول کا مسئلہ پیش آیا تو امت نے وحدانیت سے اس کا مقابلہ کیا اور اب تمام مسلمانوں میں یہ جذبہ موجود ہے کہ ناموس رسالت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گی۔

شرکائے کورس سے خطاب کرتے ہوئے مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ قادیانی مسلمانوں کے ذہنوں میں مختلف شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو آدمی ختم نبوت کورسز میں شریک ہوتا ہے وہ قادیانیوں کے شکوک وشبہات سے بچ جاتا ہے۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ فتنہ قادیانیت نے بھیانک کردار ادا کرتے ہوئے انگریز سامراج کے اشارے پر نبی رحمت سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا، اس طرح اس نے منصب نبوت و رسالت پر ڈاکا ڈال کر جھوٹے مذہب کی بنیاد رکھ کر نیا فتنہ کھڑا کیا، جس کے خلاف تمام مسلمان کام کر رہے ہیں، اس فتنہ کو یہود و ہنود اور حکومتی صفوں میں چھپے ہوئے قادیانی اور کچھ مفاد پرست طبقہ سپورٹ کر رہا ہے، اگر وہ آج ان کی سرپرستی چھوڑ دیں تو یہ انگریز سامراج کا لگایا ہوا پودا زمین بوس ہو سکتا ہے۔ مولانا عبدالعزیز نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والا پارلیمنٹ کا تاریخ ساز فیصلہ اور پھر اس کی توثیق اور اعلیٰ عدلیہ کے فیصلہ جات سے امت مسلمہ کو فخر ہے۔ مقررین نے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام اور مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس عظیم و مقدس مشن تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر مشترکہ جدوجہد کا آغاز کریں جو کہ وقت کا اہم تقاضا ہے۔

سائنس اور مذہب کی حقیقت

مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

اندرونی طاقت:

ایک شیر نے اپنے ایک خورد سالہ بچہ کو نصیحت کی تھی کہ انسان سے بچنا، یہ بڑی چیز ہے، بچہ شیر اسی بڑی چیز کے دیدار کے لئے مارامارا پھرتا تھا کہ آخر دیکھوں تو سہی کہ وہ انسان کیا بلا ہے؟ جس سے سلطان الصحرا بھی لرزتے ہیں، کپکپاتے ہیں، چلتے چلتے گھوڑے پر نظر پڑی، اس کی مخصوص صفت سے بچہ شیر کو انسان کا دھوکا ہوا، گھوڑے نے کہا تو بہ بھلی! میں انسان کے ہاتھ میں ایک بے بس قیدی ہوں، اس سے بچنا۔ اب بچہ شیر اور گھبرایا، آگے بڑھنے پر اونٹ پر نظر پڑی، اس کے عجیب الخلقت جسم کو دیکھ کر سوچا کہ یہی نوع انسان ہوگا، پوچھنے پر پتہ چلا کہ نہ صاحب! ہم تو اس کے ادنیٰ چاکر ہیں۔ وہ ہماری گت بناتا ہے، توبہ بھلی! اس سے بچنا۔ ذرا آگے ہاتھی پر نگاہ پڑی، اس نے بھی اپنی چاکری کا اعتراف کرتے ہوئے پناہ مانگی، بچہ شیر حیران تھا کہ یا اللہ! وہ انسان کیا بلا ہے؟ جس سے گھوڑا، اونٹ، ہاتھی تک لرزتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک بڑھئی کے بچے کو دیکھا، جو ایک شہتیر کو چیر رہا تھا اور جتنا چیر چکا تھا، اس میں ایک کھونٹی گاڑ رکھی تھی، بچہ شیر کا یہ تصور بھی نہ ہو سکتا تھا کہ یہ انسان ہوگا، لیکن معلومات کے لئے پوچھا تو پتہ چلا کہ حضرت انسان یہی ہے، بچہ شیر نے کہا: میرے باپ اور ہاتھی، گھوڑا، اونٹ بڑے احمق تھے کہ اس سے ڈرتے رہے، ایک چپت میں اس کا کام تمام کردوں گا، بڑھئی کے بچے نے سوچا کہ برا وقت آ گیا ہے، کیا کیا جائے؟

اس نے شیر کے بچہ کی خوب تعریف کی، جس سے وہ مست سا ہو گیا، پھر اس نے کہا کہ میں کمزور ہوں، حسن اتفاق سے آپ جیسا قوی آ گیا، شہتیر کی کھونٹی سرکانا چاہتا ہوں، آپ اس کے شگاف میں ہاتھ اندر ڈال کر ذرا تھام لیں کہ میں سرکالوں، شیر نے ایک کی بجائے دونوں ہاتھ ڈال دیے، بڑھئی کے بچہ نے کھونٹی نکال لی، اس کا نکالنا تھا کہ دونوں پٹ مل گئے، پھر بچہ شیر کا جو حشر ہوا وہ ظاہر ہے۔ شیر نادم ہوا کہ بڑوں اور تجربہ کاروں کی نصیحت کی قدر کرنی چاہیے، لیکن ساتھ ہی یہ سوچا کہ انسان حقیر اور کمزور ہے، اس کا جثہ اس قابل نہیں، ہاں! البتہ کوئی اندرونی طاقت ہے، جس سے اس نے ساری دنیا کو بے بس کر رکھا ہے۔

الغرض یہ حکایت عبرت اور انسانی طاقت سامنے لانے کے لئے پیش کی گئی ہے اور مشاہدات کی رو سے ماننا پڑتا ہے کہ انسان میں ان عناصر سے کہیں زیادہ طاقت ہے، جب ہی تو اس نے اس جہان رنگ و بو کو تہہ و بالا کر رکھا ہے اور جیسا کہ ثابت ہو گیا کہ عناصر اربعہ سے اس میں طاقت کہیں زیادہ ہے تو ماننا پڑ گیا کہ اس میں لطافت بھی زیادہ ہے، کیوں کہ ثابت ہو چکا ہے کہ لطافت ہی طاقت کا سرچشمہ ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ لطافت کیا ہے؟ تو سیدھا اور آسان جواب ہے کہ روح انسانی!

روح انسانی:

اور روح انسانی کی لطافت کا یہ عالم ہے کہ باوجود انسان کے رگ و پے میں سمائے ہونے کے کبھی اس کا دھکا تک انسان کو نہیں لگا، بلکہ کبھی مس ولمس تک کا احساس نہیں ہوا، جب کہ ہوا جیسی لطیف چیز میں بھی دھکا اور لمس و مس سے بچنا محال ہے۔ روح منفعل ہے تو اتنی کہ اس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور نہیں اور غیر منفعل ایسی کہ کسی حاسہ کی اس تک رسائی نہ ہو۔ خود اس پر کوئی سرد و گرم نہ پہنچ سکے، اس لئے وہ صرف فقط اپنے بدن پر ہی نہیں بلکہ عناصر اربعہ پر غالب آ جائے تو ظاہر ہے کہ انسان میں ایسی چیز فقط روح ہی ہے، کیوں کہ انسان، بدن اور روح کے مجموعہ کا نام ہے۔ بدن مادیات کا مرکب ہے، وہ تو یہ کام نہیں کر سکتا، لہٰذا روح ہی باقی رہی اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ انسانی غلبہ وتسلط کا راز روح ہی میں ہے۔ روح کی لطافت و حسن نورانیت کا یہ عالم ہے کہ آج تک انسانی عقل اس کا ادراک نہیں کر سکی۔ اس کا فوٹو نہیں لیا جا سکا، اسے ہوا کی طرح کنٹرول کرنے کا

ذریعہ نہیں بن سکا اور ایک روح ہے، سب کچھ اس کے کنٹرول میں ہے، جہاں بھر کا وہ فوٹو لے لے، سینری وہ بنالے اور سب پر غلبہ و تسلط حاصل کرلے۔

سوال یہ ہے کہ روح ہے کیا چیز؟ پیغمبر علیہ السلام سے سوال ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منجانب اللہ جواب دیا: ”الروح من امر ربی“ اور اس امر ربی کو رب کائنات سے عجیب مماثلت ہے۔ مثلاً حق تعالیٰ غیر مرئی طریق پر تمام عالم کا قیوم و مدبر ہے تو اسی طرح روح کائنات بدن کی قیوم و مربی ہے، پھر جس طرح انوار باری تعالیٰ کائنات کے ذرہ ذرہ میں آشکار ہے اور ہر ہر خطہ و جزو میں اس کی مناسبت سے کام لے رہے ہیں، اور اس ظہور تام کے باوجود آج تک کسی نے انہیں دیکھا نہیں، اسی طرح انوارِ روح کائنات بدن کے ہر عضو میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ عضو سے مناسب کام لے رہے ہیں اور اس ظہور تام کے باوجود آج تک کسی نے اسے نہیں دیکھا، اسی طرح روح کے انوار، کام ہر عضو میں کررہے ہیں، نظر نہیں آتے:

”بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ سے جلوہ آشکار“

اس پر گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے، گویا جس طرح وہ ظاہر ہے، باطن بھی ہے۔ پھر جس طرح اس کائنات کی زندگی اور زندگی کی ہر نقل و حرکت سے ذات حق اول ہے کہ اللہ ہی اول الموجود ہے، اسی طرح ذات حق کائنات کی ہر نقل و حرکت کا منتہا بھی ہے، ٹھیک اسی طرح بدنی کائنات کی نقل و حرکت، بلکہ اس کے نفس کی ہستی سے ہی روح اول بھی ہے اور آخر بھی، کیوں کہ روح ہی بدنی حیات کا باعث ہے، جب یہ نہ تھی بدن نہ تھا اور بعد میں بھی جب روح نہ ہوگی، بدن نہ رہے گا تو یہ کہنا بجا ہے کہ جس طرح کائنات کی اول و آخر ذات حق ہے، اسی طرح کائنات بدنی کی اول و آخر روح ہے۔

قوت کا سرچشمہ:

پھر جس طرح ذات حق علم سے متصل اتنی کہ: ”ونحن اقرب الیہ من حبل الورید“ اور ”وھو معکم اینما کنتم“ اس کی شان ہے اور پھر منفصل اتنی کہ وراء الوریٰ، مخلوق ظلمت محض اور وہ نور مطلق، ٹھیک اسی طرح روح بھی بدن سے متصل تو اتنی ہے، زندہ بدن کی کسی رگ کا کروڑواں حصہ بھی اس سے الگ نہیں، ورنہ زندہ نہ رہے، لیکن دور بھی اتنی ہے کہ اس کی پاکیزگیاں بدن سے کوئی لگاؤ ہی نہیں رکھتیں، کیوں کہ لطیف و کثیف میں کیا تناسب اور کیا رشتہ؟

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انسانی قوت وطاقت کا سرچشمہ روح ہے اور اسے ذات حق سے مناسبتیں ہی نہیں، مماثلتیں بھی ہیں اور یوں بھی ”روح من امر ربی“ ہے تو اس کو جتنا صحیح استعمال کیا جائے گا، اتنے فوائد رونما ہوں گے۔ جتنی غلط روی کا طریقہ اپنایا جائے گا، اتنی ہی بربادیاں ہوں گی، ایک مشرقی محقق کا قول لکھا تھا کہ سائنس میں مقصود وسیلہ کی نسبت ہے، کتنا درست قول ہے، اللہ تعالیٰ جو سراپا لطافت ہی نہیں بلکہ منبع لطافت ہے۔

دوسری طرف روح بھی امر ربی ہونے کے سبب لطیف ہے اور لطافت ہی قوت کا سرچشمہ ہے اور بغیر قوت، سائنسی ایجادات ناممکن ہیں تو بے جا نہ ہوگا، اگر یہ کہا جائے کہ جس طرح لطافتوں کا منبع حق تعالیٰ کی ذات ہے، اسی طرح منبع طاقت بھی وہی ہے اور جب منبع طاقت وہ ہے تو سائنسی ایجادات کا سرچشمہ اور محور و مرکز بھی اسی کی ذات ہے۔

اپنی پاک دامنی، نیک نفسی اور قوتِ تقویٰ و نیکی کی بنا پر جس کی روحانیت جتنی بلند ہوگی، اس میں اکتشافات و ایجادات کی طاقت ہوگی، جب یہ مقدمات ثابت ہوگئے تو یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ منبعِ طاقت و لطافت کی طرف سے بھیجا ہوا آخری اور مکمل دین ایجاد و اکتشافات سے کس طرح روک سکتا ہے اور ترقی کی راہ میں کس طرح آڑے آسکتا ہے؟ وہ دنیا والوں کو ترقی کی راہیں بتاتا ہے، اس پر ابھارتا ہے کہ: ”فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ، وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ۔“

لیکن مادیات محض میں انہماک اور غلو اور روحانی ترقی سے پہلوتہی انتہائی کورچشمی اور بدبختی ہوگی۔ جب یہ امر مسلم ہے کہ اسلام مقصود ہے اور سائنس وسیلہ، تو مقصود کے لئے اس کے تناسب سے اور وسیلہ کے لئے اس کے تناسب سے کوشش کرنا دانش مندی ہے، بدقسمتی سے آج مقصود کو کوئی پوچھتا نہیں، پھر بدقسمتی یہ کہ مسلمانوں کے ہاں سوائے سائنس کا لٹریچر پڑھنے کے کوئی عملی کارفرمائی ہے ہی نہیں، گویا: ”نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم۔“

خلاصہ بیان:

بہرحال یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی: سائنس کا موضوع عناصر اربعہ یا بلفظ دیگر ”مادہ اور اس کے عوارض ذاتیہ ہیں۔“

عناصر اربعہ میں سے جس میں جس قدر لطافت ہے، اسی قدر اس میں طاقت ہے اور وہی

لطافت اس کی طاقت کا سرچشمہ ہے۔

حضرت انسان موالید ثلاثہ (نباتات، جمادات، حیوانات) کی بے انتہا شاخوں میں سے ایک ہے، جس نے اپنی بے انتہا قوتوں سے عناصر اربعہ کو فرداً فرداً نہیں، بلکہ باہمی ٹکرا کر ایجادات و انکشافات کا لامتناہی سلسلہ جاری کر رکھا ہے اور اس طرح اپنے غلبہ وتسلط کا ثبوت بہم پہنچایا جا رہا ہے۔

حضرت انسان کا یہ کمال اس کی جسمانی قوت کا مرہون منت نہیں، بلکہ روح کا مرہون منت ہے۔

روح کو حضرت حق سے کئی ایک مماثلتیں ہیں کہ روح امر ربی ہے۔

قوت و طاقت کا سرچشمہ حضرت حق کی ذات ہے، کیوں کہ وہی منبع لطافت ہے اور طاقت دراصل لطافت کے سبب ہے۔

اس اعتبار سے منبع لطافت کے امر، یعنی روح سے جس قدر حصہ ہوگا، اس کی قوت ایجادات اور انکشافات اسی قدر بلند و بالا ہوگی۔

اس لئے ایک سچے مسلمان کی ہمت وفکر کا اصل میدان اسلام ہوگا اور وسیلہ کا میدان اسی تناسب سے ہوگا، جب اسلام وسائنس میں مقصود ووسیلہ کی نسبت ثابت ہوگئی تو:

الف:......ایک مفکر کا یہ قول غلط فہمی پر مبنی ہوگا کہ سائنس اور مذہب کی حقیقت تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔

ب:......سائنس کو الحاد کے مترادف قرار دینے والا گروہ سراسر غلطی کا شکار سمجھا جائے گا۔

ج:......اور نہ ہی سائنس اور مذہب ایک دوسرے کی ضد ہوں گے، بلکہ ان میں معقول نسبت ہے اور اپنے اپنے مقام پر اس سلسلہ میں قوت فکری پرواز درست اور صحیح ہوگی۔ اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ: ”ارتقا پسند انسانی عقل اور ربانی ہدایت کا سنگم اسلام ہے“۔

آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر دینا مناسب ہے، جس میں سائنس اور مذہب کی اصلیت وحقیقت اور باہمی فرق مراتب کو نہایت احسن پیرانہ میں بیان فرمایا گیا، یہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس چیز کی غمازی کرتا ہے کہ سائنس اور مذہب ایک دوسرے کی ضد نہیں، بلکہ جن چیزوں پر آج طبع آزمائی ہو رہی ہے، ان کو اپنے اصلی مقام پر رکھ کر ایک نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آج سے چودہ سو سال پہلے واضح کر دیا تھا:

”فکر ہر کس بقدر ہمت اوست“

فَاعْتَبِرُوا يَاُولِي الْاَبْصَارِ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ میاں نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے اور ڈرنے لگی، تب اللہ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان سے زمین پر جم جانے کے لئے فرمایا۔ ملائکہ نے پہاڑوں کی شدتِ صلابت پر تعجب کیا اور کہا کہ اے پروردگار! تیری اس مخلوق میں پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! لوہا ہے، اس پر پھر ملائکہ نے عرض کیا: اے پروردگار! تیری اس مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا: ہاں! آگ ہے، پھر عرض کیا اور آگ سے سخت؟ ارشاد فرمایا: پانی، عرض کیا اور پانی سے سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہوا، پھر ملائکہ نے پوچھا اور ہوا سے بڑھ کر بھی سخت چیز کوئی ہے؟ تو فرمایا اولادِ آدم، جو دائیں ہاتھ سے اس طرح چھپا کر صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔(ترمذی)

اندازہ لگائیں کہ سائنس کے موضوع، یعنی مادیات کو کس طرح ترتیب سے بیان فرما کر اور پھر انسان کی طاقت وقوت کو واضح فرمایا، لیکن اس طاقت کا سبب کوئی مادی چیز نہیں، بلکہ وہی روحانی عظمت و برتری ہے جس کو پہلے ہم تفصیل سے عرض کر چکے ہیں۔☆☆

اظہارِ تعزیت

نواب شاہ......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر حضرت مولانا محمد انیس قریشی کے بڑے صاحبزادے حافظ سبحان محمود قریشی جو کہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں درجہ سادسہ کے طالب علم تھے، ۳۰ر دسمبر ۲۰۲۰ء کو دارالعلوم جاتے ہوئے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بعد نماز عشاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور مدرسہ کے قبرستان میں ہی تدفین کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کراچی مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین، مولانا حافظ محمد انس ملتان، مولانا محمد بلال ملتان، مولانا محمد رضوان ودیگر حضرات نے جنازے میں شرکت کی۔ اکابر علماء کرام نے رنج وصدمہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم مولانا محمد انیس صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے دعاؤں کی التماس ہے۔

سودی نظام کے خلاف جدوجہد کا نیا مرحلہ

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

وفاقی شرعی عدالت میں سودی نظام کے خاتمہ کے حوالہ سے رٹ کی سماعت طویل عرصہ کے بعد دوبارہ شروع ہونے سے ملک میں رائج سودی قوانین سے نجات کی جدوجہد نئے مرحلہ میں داخل ہوگئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ''تحریک انسداد سود پاکستان'' نے نئی صف بندی کے ساتھ اپنی مہم پھر سے شروع کرنے کا اعلان کردیا ہے۔

بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم و مغفور نے وفات سے چند ہفتے قبل اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے واضح طور پر کہا تھا کہ پاکستان کا معاشی نظام مغربی اصولوں پر نہیں بلکہ اسلامی اصولوں پر استوار ہوگا مگر ان کی ہدایت کو مسلسل نظرانداز کیا جارہا ہے حالانکہ دستور پاکستان میں دوٹوک کہا گیا ہے کہ سودی نظام کو جلدازجلد ختم کر کے ملک کے معاشی نظام کو قرآن وسنت کے احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔ مگر ان واضح ہدایات کے باوجود سودی نظام اور قوانین بدستور موجود ہیں اور عدالتوں میں آنکھ مچولی مسلسل جاری ہے۔ چند روز قبل وفاقی شرعی عدالت نے اس سلسلہ میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی ایک درخواست کو مسترد کیا تو راقم الحروف نے ٹوئٹ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس کا اصولی طور پر خیر مقدم ہونا چاہئے مگر ٹال مٹول اور تاخیری حربوں میں تسلسل کے باعث اب یہ تکلف ہی لگتا ہے۔

دوسری طرف ''تحریک انسداد سود پاکستان'' نئی صف بندی کے ساتھ متحرک ہوتی نظر آرہی ہے، تمام مکاتب فکر کے علماء کرام پر مشتمل یہ مشترکہ فورم کئی سالوں سے موجود و متحرک ہے اور اس دوران مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام پر مشتمل مرکزی رابطہ کمیٹی کے کنوینر کی ذمہ داری راقم الحروف پر رہی ہے، مگر اب خود میری تجویز پر اس کی تشکیل نو کا فیصلہ کیا گیا ہے، چنانچہ ۸ دسمبر کو آسٹریلیا مسجد لاہور میں منعقدہ ایک کنونشن میں مولانا عبد الرؤف ملک کو تحریک کا صدر اور ڈاکٹر فرید احمد پراچہ کو سیکرٹری جنرل منتخب کر کے ان کے ساتھ پندرہ افراد پر مشتمل مجلس عاملہ قائم کردی گئی ہے جس میں مولانا عبد الرؤف فاروقی، مولانا حافظ عبد الغفار روپڑی، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی، علامہ خلیل الرحمٰن قادری، ڈاکٹر محمد امین، پروفیسر حافظ عاطف وحید، ابوعمار زاہد الراشدی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، ڈاکٹر حافظ محمد سلیم اور ڈاکٹر حسن مدنی کے علاوہ تاجر برادری کے پانچ ارکان بھی شامل ہوں گے۔

اس سے اگلے روز فیصل آباد میں مرکزی انجمن تاجران نے ایک وسیع ہال میں علماء کرام اور تاجر راہنماؤں کے مشترکہ ''انسداد سود کنونشن'' کا اہتمام کیا، جس کی صدارت انجمن تاجران کے صدر جناب حاجی شاہد رزاق سکا نے کی اور مہمان خصوصی سابق سیشن جج چودھری خالد محمود تھے، جبکہ پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی نائب امیر مولانا عبد الرزاق اور راقم الحروف نے بھی خطاب کیا اور فیصل آباد کے سرکردہ علماء کرام اور تاجر راہنماؤں کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ اس موقع پر سودی نظام کے خلاف جدوجہد کے معروضی تقاضوں پر گفتگو کرتے ہوئے راقم الحروف نے جو معروضات پیش کیں، ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

''عوامی ماحول میں حلال وحرام کا شعور و احساس کم ہوتا جارہا ہے اور بے پروائی میں اضافہ ہورہا ہے جس کا علماء کرام اور دینی اداروں کو سنجیدہ نوٹس لینا چاہئے اور خطابات، بیانات، سوشل میڈیا اور دیگر میسر ذرائع سے حلال و حرام کے مسائل اور ان میں فرق کی دینی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے خاص طور پر سودی نظام کی نحوستوں سے عوام کو خبردار کرنا چاہئے۔

تاجر برادری کی تنظیموں اور راہنماؤں کو تجارتی ماحول میں یہ شعور اجاگر کرنا چاہئے کہ تجارت کے جن شعبوں میں وہ ازخود سود سے بچ سکتے ہیں یا سود کے حوالہ سے جو چند اسلامی قوانین اس وقت موجود ہیں ان پر عملدرآمد کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے لئے باقاعدہ عوامی رابطہ مہم کی

ضرورت ہے جو تاجر تنظیمیں اور ادارے آسانی کر سکتے ہیں۔

سیاسی سطح پر دستور پاکستان کی اسلامی دفعات بالخصوص سودی نظام کے خاتمہ کی دفعات پر عملدرآمد کے لئے مشترکہ جدوجہد تمام سیاسی جماعتوں بالخصوص دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے اور قومی سیاست میں متحرک دینی جماعتوں اور قائدین کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

وفاقی شرعی عدالت میں اس کیس کی پیروی عملی طور پر جماعت اسلامی پاکستان اور تنظیم اسلامی پاکستان کے راہنما کر رہے ہیں جن میں تحریک انسداد سود پاکستان کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ بھی شامل ہیں۔ ملک بھر کے وکلا اور بار ایسوسی ایشنز کو اس کی حمایت وتعاون کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور ان کی اس مہم میں عملی شرکت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

تحریک انسداد سود پاکستان کی جدوجہد کا نیا مرحلہ یہ ہے کہ:

۱:... عوامی ماحول میں حلال وحرام کے فرق کا احساس وشعور بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ حرام کی نحوستوں بالخصوص سود کی بے برکتی اور لعنت ونحوست کو اجاگر کیا جائے۔

۲:... معاشرے میں نجی وسرکاری سطح پر رائج سود کی مختلف صورتوں کو سامنے لایا جائے اور ان سے بچنے کے لئے متبادل طریقوں کے متعلق آگاہی کا ماحول پیدا کیا جائے۔

۳:... علماء کرام، تاجر راہنماؤں اور وکلا برادری کے درمیان اس سلسلہ میں رابطوں، ملاقاتوں، مشترکہ اجتماعات اور اشتراک عمل کا ماحول قائم کیا جائے۔

۴:... وفاقی شرعی عدالت میں سودی نظام کے خلاف جدوجہد کرنے والے راہنماؤں اور وکلا کو سیاسی، اخلاقی اور علمی مدد فراہم کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق سے نوازیں، آمین۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۱۱ردسمبر ۲۰۲۰ء)

☆☆..................☆☆

مولانا سیّد عصمت اللہ شاہ کاظمیؒ

مولانا سیّد عصمت اللہ شاہ کاظمیؒ ۱۰رمحرم الحرام ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۲راکتوبر ۱۹۵۱ء گڑھی حبیب اللہ مانسہرہ کے قریب ڈوگا نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ بفہ شنکیاری کی جامع مسجد میں حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزارویؒ کی معیت میں قرآن پاک ۸ سال کی عمر میں حفظ کیا۔ ۱۹۵۹ء میں شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب کے مولانا عبدالحفیظؒ سے فارسی کتب پڑھیں۔ ۱۹۶۱ء میں لاہور کی مشہور جامع مسجد پٹولیاں میں مولانا محمد الیاس مظہریؒ سے عربی کتب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۷۱ء میں جامعہ مدنیہ لاہور سے دورۂ حدیث شریف کیا، جہاں مولانا سیّد حامد میاںؒ، مولانا عبدالرشید کشمیریؒ اور دیگر اساتذہ کرام سے احادیث مبارکہ کا سبق لیا۔ آپ مجلس احرارِ اسلام، جمعیت علماء اسلام، تحریک خدام اہلسنت میں رہے۔ تحریک خدام اہلسنت کے بانی امام اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور تحریک کے پلیٹ فارم سے مستقل دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور قادیانیت پر عبور حاصل کیا۔ مناظر اعظم حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ سے فرق باطلہ کے خلاف تربیت حاصل کی اور مناظرانہ ذوق رکھتے تھے۔ مختلف مقامات پر خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ خانقاہ ڈوگراں شیخوپورہ کے قریب ”گلشن امام اعظم ابوحنیفہؒ“ پنڈی بھٹیاں میں ادارہ قائم کیا۔ نیز خانقاہ ڈوگراں کے قریب ”جوریاں“ میں ایک عرصہ تک خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ کا ۸ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳رنومبر ۲۰۲۰ء کو انتقال ہوا۔ تحریک خدام اہلسنت پاکستان کے امیر مولانا قاضی ظہور حسین اظہر مدظلہ علالت کے باوجود جنازہ میں شریک ہوئے۔ نیز حضرت قاضی صاحبؒ کے مدرسہ امدادیہ چکوال کے مہتمم مولانا قاری جمیل الرحمٰن، جامعہ حنفیہ جہلم کے مہتمم مولانا قاری ابوبکر صدیق، مولانا مفتی شاہد مسعود سرگودھا، مولانا سیّد معاویہ شاہ، امجد مخدوم پور سمیت سینکڑوں علماء کرام اور مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ مولانا ابوبکر صدیق مہتمم جامعہ حنفیہ جہلم نے پڑھائی اور جوریاں نزد خانقاہ ڈوگراں میں انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللّٰھم اغفر لہ، وارحمہ، واعف عنہ وعافہ۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

محبتِ رسول ﷺ کے عملی تقاضے

مولانا عبدالقوی ذکی حسامی، حیدرآباد دکن

مومن کا دل محبتِ رسول ﷺ میں سرشار ہونا لازمی اور فطری بات ہے، اور یہ محبت علی وجہ الاتم تمام مادی نسبتوں اور چیزوں سے بڑھ کر ہونا کمالِ ایمان کی نشانی اور عنداللہ مطلوب ہے:

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ." (صحیح بخاری)

ترجمہ: "تم میں سے کوئی کمالِ ایمان کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک میں اُس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔"

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

"یارسول اللہ! میری ذات کے بعد مجھے آپ سے سب سے زیادہ محبت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ایمان کامل نہیں، پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: آپ مجھے اپنی ذات سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم تمہارا ایمان اب مکمل ہوا۔"

قدرتی دستور اور عشقِ رسول ﷺ کا پہلا مطالبہ عمل ہی ہے۔ صرف زبانی دعوائے محبت یا تصدیقِ قلبی و اقرارِ لسانی کافی ہوتا تو عہدِ نبوت سے آج تک کوئی منافق اور کافر نہ ہوتا، جب تک کہ کردارِ عملی کا اظہار نہ ہو، مومن اور منافق میں امتیاز، موحد اور مشرک میں امتیاز کیسے ہوتا؟! عمل پیمانہ ہے مومنِ صادق اور منافق کے درمیان، عشقِ رسول ﷺ کے باب میں زبانی دعوائے محبت اس پھول کی مانند ہے جو کاغذ سے بنا ہو، جس میں خوشبو چھو کر بھی نہ گزری ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان عمل ہی سے مومن کو روکتا ہے، اور اللہ کے یہاں بھی بندہ مستحقِ اجرِ عمل ہی کے بعد ہوتا ہے۔ علم بغیر عمل کے حجت ہوگا۔ بے عملی کی زندگی موجبِ غضبِ الٰہی ہے اور باعثِ رسوائی ہے، انسان کی طبیعت میں یہ بات فطرتاً داخل ہے کہ وہ اپنے ادنیٰ سے محسن کا بھی زندگی بھر ممنون ہوتا ہے، اس کے حکم اور ہر اشارہ کو روبہ عمل لانے کے لئے بے تاب ہوتا ہے، لیکن جہاں محسنِ اعظم امام الانبیاء ﷺ کے حکم کو ماننے اور اطاعت کرنے کی بات آتی ہے تو پھر انجان ہوجاتے ہیں۔

عمل پیمانہ ہے مومنِ صادق اور منافق کے درمیان، عشقِ رسول ﷺ کے باب میں زبانی دعوائے محبت اس پھول کی مانند ہے جو کاغذ سے بنا ہو، جس میں خوشبو چھو کر بھی نہ گزری ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان عمل ہی سے مومن کو روکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی بندہ مستحقِ اجر عمل ہی کے بعد ہوتا ہے

ساری کائنات پر آپ ﷺ کے احسانات نصف النہار کے سورج کی طرح عیاں ہیں، آپ ﷺ سے محبت دل کا اطمینان ہے، آپ ﷺ سے عقیدت شرطِ ایمان ہے، آپ ﷺ کے حکم پر عمل آوری وصفِ مسلمان ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ میں آقا ﷺ سے کامل محبت اور سچے عشق کے ساتھ ساتھ بھرپور عمل بھی تھا۔ صحابہ کرامؓ نے نہ صرف حکم بلکہ آپ ﷺ کی طرف منسوب ہر عمل کو بھی اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا۔ انفرادی ہو یا اجتماعی زندگی، شخصی معاملات ہوں یا ملکی یا بین الاقوامی معاہدات، حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، مصلے پر ہو یا بسترِ حرم پر، ہر موقع پر حضرات صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی سیرت اور اُسوہ کو اپنے دامنِ عمل سے پیوستہ رکھا۔ بعد والوں کے لئے وہ مقدس جماعت مینارۂ منزل بن گئی۔ اتباعِ سنت کے لئے انہیں نہ بادشاہ کی پرواہ ہے، نہ باپ کی،

آقا ﷺ کے حکم کو بجالانے میں نہ دریا حائل ہوتا تھا، نہ جنگل وبیاباں اور صحراء نہ گلستاں، اسی بنا پر باطل ان کے رعب سے لرز اُٹھتا۔

قرآنِ پاک میں بے شمار مقامات پر اللہ رب العزت نے ایمان باللہ کے ساتھ عملِ صالح کا ذکر بکثرت کیا ہے:

”اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا۔“ (الکہف:۱۰۷)

ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں بھلے کام، ان کے واسطے ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی۔“

ایک اور جگہ پر فرمایا: ساری انسانیت خسران میں ہے سوائے ایمان اور عملِ صالح کے:

”اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔“ (العصر:۲،۳)

ترجمہ: ”مقرر انسان ٹوٹے میں ہے، مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کیے بھلے کام۔“

ایک مقام پر یوں ذکر کیا:

”وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔“ (المؤمن:۴۰)

”جو نیک کام کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ مومن ہو ایسے لوگ جنت میں جاویں گے (اور) وہاں بے حساب ان کو رزق ملے گا۔“ (تھانویؒ)

ایک مقام پر اپنی ذات سے محبت کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میرے حبیب (ﷺ) کی اتباع کرو:

”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔“ (آل عمران:۳۱)

ترجمہ: ”تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو، تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے۔“

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کو نبی کریم ﷺ کی اطاعت پر دو انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا ہے: ایک اپنی محبت اور دوسرا گناہوں کی مغفرت۔ ایک حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ۔“ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ”تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک تمہاری خواہشات اور جذبات اس دین کے تابع نہ ہوجائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں۔“

اس کا عملی نمونہ ہم کو دیکھنا ہے تو حضرات صحابہ کرام ؓ کی زندگی دیکھیں کہ انہوں نے کیسے لازوال نمونے بعد والوں کے لئے چھوڑے ہیں۔ حضرت انس ؓ کو کدو پسند نہ تھا، آقا ﷺ کو تلاش کر کے کھاتا دیکھ کر آپؓ کو بھی شوق ہوگیا۔ حضرت ابن عمر ؓ محض اتباعِ سنت کی غرض سے اس مقام پر بیٹھے جہاں آقا ﷺ ایک سفر کے دوران قضائے حاجت کے لئے گئے تھے، کچھ دیر آپؓ بھی اسی مقام پر بیٹھ گئے۔ (حیاۃ الصحابہؓ) حضرت عمر ؓ نے حجرِ اسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا اگر میں آقا ﷺ کو بوسہ کرتے ہوئے نہ دیکھتا۔ (الشفاء)

قاضی عیاضؒ نے ”شفاء“ میں فرمایا: واقعتاً کسی سے محبت ہوجاتی ہے تو محبوب کی محبوبات ومرغوبات، حتیٰ کہ مباحات سے بھی محبت ہوجاتی ہے۔ ایک سچے عاشقِ رسول کا جذبہ یہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیے کہ وہ کردار کا غازی بنے، نہ کہ محض گفتار کا۔ آقا ﷺ کی ہر ادا اور ہر حکم کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں عملی طور پر بجالائے۔ آقا کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

”اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ شَهِيْدٍ۔“ (معجم اوسط للطبرانی بحوالہ معارف الحدیث)

”لوگوں کے فساد کے وقت جو میری سنت کو اپنائے گا اللہ اُسے شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔“

مقامِ افسوس ہے کہ آج ہماری دین کے اعتبار سے حس مفقود ہوگئی۔ سنن، مستحبات، مباحات تو دور کی بات ہے، فرائض کا بھی پتہ نہیں۔ صلہ رحمی، ایثار، ہمدردی، تالیفِ قلب تو دور کی بات' حقوقِ واجبہ ولازمہ تک بھی ادا نہیں ہوتے۔ منکرات پر نہ دل ناراض ہوتا ہے، نہ بے دینی کے ماحول میں بے چینی ہوتی ہے۔ معروفات کی تلقین ہے نہ دینی فضاء سے وابستگی۔ سچی محبت عمل پر اُبھارتی ہے، سچا عشق اطاعت کا پابند بناتا ہے، ورنہ زبانی دعویٰ محض دعویٰ ہے اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقِ عمل نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۳

حافظ محمود راجا، سجاول

حضرت زیدؓ بن ثابت کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ کرامؓ کتابت وحی کے فرائض انجام سرانجام دیتے تھے، جن میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت معاویہؓ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت ثابتؓ بن قیس، حضرت ابانؓ بن سعید وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں، (مزید تفصیل فتح الباری، ج:۹، ص:۱۸، اور زادالمعاد، ج:۱۸، ص:۳۰) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قرآن کریم کا ایک نسخہ تو وہ تھا جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگرانی میں لکھوایا تھا، اگر چہ وہ مرتب کتاب کی شکل میں نہیں تھا، بلکہ متفرق پارچوں کی صورت میں تھا، اس کے ساتھ ہی بعض صحابہ کرامؓ اپنی یادداشت کے لئے آیات قرآنی اپنے پاس لکھ لیتے تھے، اور یہ سلسلہ اسلام کے ابتدائی دور سے جاری تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے ہی ان کی بہن اور بہنوئی کے ایک صحیفہ میں آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ (سیرت ابن ہشام)

قرآن مجید سے پہلی کتابوں میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور پاک سیرت:

عطاءؒ بن یسارؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ سے ملا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات بتائیں جو کہ تورات میں آئی ہیں، انہوں نے فرمایا بہت اچھا، اللہ کی قسم توریت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی صفات بیان ہوئی ہیں جو کہ قرآن مجید میں ہیں، (چنانچہ تورات میں ہے) ”اے نبی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ اور بشارت دینے والا، اور ڈرانے والا اور امیوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے اور میرے رسول ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام متوکل لکھا ہے، نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گو ہیں اور نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور کرنے والے ہیں اور نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عفو ودرگزر سے کام لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دنیا سے اٹھائیں گے، جبکہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ کر ٹیڑھے دین کو سیدھا کرلیں گے، ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے دلوں کو کھول دیں گے۔“ (اخرجہ احمد واخرجہ البخاری نحوہ عن عبداللہ البیہقی، عن عبدالسلام)

حضرت وہبؒ بن منبہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ وحی فرمائی کہ اے داؤد! تمہارے بعد عنقریب ایک نبی آئے گا، جس کا نام احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا، میں کبھی ان سے ناراض نہیں ہوں گا، اور نہ ہی وہ مجھے کبھی ناراض کریں گے، وہ سچے اور سردار ہوں گے، اور میں نے ان کی تمام لغزشیں، اگلی، پچھلی کرنے سے پہلے ہی معاف کردی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میری رحمت سے نوازی ہوئی ہے، میں نے ان کو وہ نوافل عطا کئے جو کہ انبیاء علیہم السلام کو عطا کئے اور ان پر وہ چیزیں فرض کیں جو کہ انبیاء اور رسولوں پر فرض کیں، حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن میرے پاس اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور انبیاء کے نور جیسا ہوگا، اللہ تعالیٰ

> **حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نبوت کے شرف سے سرفراز ہوچکے تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جسم وروح کی منازل سے گزر رہے تھے**

نے یہاں تک فرمادیا کہ اے داؤد! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر اور آپ کی امت کو تمام امت پر فضیلت دی ہے۔ (کذا فی البدایہ، ج:۲، ص:۳۲۶)

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفات بتائیں، انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات میں ان کی یہ صفات پاتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کرنے والے ہیں اچھے برے ہر حال میں الحمدللہ کہیں گے، اور چڑھائی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہیں گے اور نچائی پر اترتے ہوئے سبحان اللہ کہیں گے، ان کی اذان آسمانی فضاؤں میں گونجے گی، وہ نماز میں ایسی دھیمی آواز سے اپنے رب سے ہم کلام ہوں گے جیسے چٹان پر شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے اور فرشتوں کی صفوں کی طرح ان کی نماز میں صفیں ہوں گی اور نماز کی صفوں کی طرح ان کی میدان جنگ میں صفیں ہوں گی، اور وہ جب اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلیں گے تو مضبوط نیزے لے کر فرشتے ان کے آگے اور پیچھے ہوں گے، اور وہ جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں صف بنا کر کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے سایہ کئے ہوئے ہوں گے۔ (انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا) جیسے گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتے ہیں، اور میدان جنگ سے یہ لوگ کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے، حضرت کعبؓ سے اس سے ملتی جلتی ایک اور روایت بھی منقول ہے، جس کا مضمون یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کرنے والی ہوگی، ہر حال میں الحمدللہ کہیں گے اور ہر چڑھائی چڑھتے اللہ اکبر کہیں گے، (اپنی نمازوں کے اوقات کے لئے سورج کا خیال رکھیں گے، اور پانچوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھیں گے، اگرچہ کوڑے کرکٹ والی جگہ پر ہوں میان کمر پر لنگی باندھیں گے اور وضو میں اپنے اعضاء کو دھوئیں گے۔ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیہ، ج:۵، ص:۳۸۶، واخراج ایضاً باسناد آخر عن کعب مطولا، ج۵، ص:۳۸۶)

بے شمار آیات میں سے چند آیات:

قرآن کریم میں خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور پاک سیرت:

۱:... محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا، اور خاتم النبیین اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ (الاحزاب:۴۰)

۲:... اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا، اور خوشخبری سنانے والا، اور ڈرانے والا، اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ۔ (الاحزاب:۴۵-۴۶)

۳:... اِنَّا اَرسلنٰک: ہم نے تجھ کو بھیجا، احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا، تا کہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی مدد کرو، اور اس کی عظمت رکھو، اور پاکی بولتے رہو، صبح اور شام۔ (الفتح:۸-۹)

۴:... بے شک ہم نے تجھ کو بھیجا سچا دین دے کر، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ میں رہنے والوں کی۔ (البقرہ:۱۱۹)

۵:... ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دے کر خوشی اور ڈر سنانے والا اور کوئی امت نہیں ایسی جس میں نہیں ہو کوئی ڈر سنانے والا۔ (الفاطر:۲۴)

۶:... اور تجھ کو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن بہت سے لوگ نہیں سمجھ رکھتے۔ (السبا:۲۸)

۷:... اور تجھ کو ہم نے بھیجا یہی خوشخبری اور ڈر سنانے کے لئے۔ (الفرقان:۵۶)

۸:... اور تجھ کو ہم نے بھیجا سو رحمت بنا کر جہانوں کے لئے۔ (الانبیاء:۱۰۷)

۹:... اسی نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تا کہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر، چاہے یہ بات مشرکین کو ناپسند ہو۔ (التوبہ:۳۳)

۱۰:... اور جس روز ہم کھڑا کریں گے، ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا ان پر انہی میں کا اور تجھ کو لائیں ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر کھلی کتاب، کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت، اور خوشخبری، حکم ماننے والوں کے لئے۔ (النحل:۸۹)

۱۱:... اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تا کہ ہو جاؤ تم گواہ لوگوں پر، اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔ (البقرۃ:۱۴۳)

۱۲:... بے شک اللہ نے اتاری ہے تم پر نصیحت، رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم اللہ تعالیٰ کی آیتیں، کھول کر سنانے والی تا کہ نکالے ان لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے اچھے نیک کام، اندھیروں سے اجالے میں، جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی، اس کو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں، سدا رہیں گے ان میں ہمیشہ، البتہ خوب دی اللہ تعالیٰ نے ان کو روزی۔ (الطلاق:۱۰،۱۱)

۱۳:... اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول ان ہی میں کا، پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب، اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ (آل عمران:۱۶۴)

۱۴:... جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں، رسول تم ہی میں کا، پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری، اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار، اور سکھلاتا ہے تم کو جو کہ تم نہ جانتے تھے، سو تم یاد کرو مجھ کو، میں یاد کروں گا تم کو اور شکر کرو میرا اور ناشکری مت کرو۔ (البقرۃ:۱۵۱،۱۵۲)

۱۵:... آیا تمہارے پاس رسول تم میں کا، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے، حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ (سورۃ التوبہ آیت:۱۲۸)

۱۶:... سو کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو، اگر تو ہوتا تند خو، سخت دل، تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے، سو تو ان کو معاف کر، اور ان کے واسطے مغفرت مانگ، اور ان سے کام میں مشورہ لے، پھر تو جب کام کا عزم کر چکا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر، اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل والوں سے۔ (آل عمران:۱۵۹)

۱۷:... اگر تم مدد نہ کرو گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی ہے، جس وقت اس کو نکالا تھا، کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا، دو میں کا، جب وہ دونوں تھے غار میں، جب وہ کہہ رہا تھا، اپنے ساتھی سے، تو غم نہ کر، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں، جو کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے کر دی بات کافروں کی، اور اللہ کی بات ہمیشہ بلند ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔

(التوبہ:۴۰)

۱۸:... وہ لوگ جو کہ پیروی کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نبی امی ہے، جس کا تذکرہ ہے لکھا ہوا، اپنے پاس توریت اور انجیل میں، وہ حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کرنے کا اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے، ان کے لئے سب پاک چیزیں، اور حرام کرتا ہے ان کے لئے سب ناپاک چیزیں، اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور قیدیں جو کہ ان پر تھیں، سو جو لوگ ان پر ایمان لائے، اور اس کی رفاقت کی، اور اس کی مدد کی، اور تابع ہوئے اس نور کے جو کہ اس کے ساتھ اترا ہے، وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو۔

(الاعراف:۱۵۷)

۱۹:... تو کہہ دے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، تا کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے اور معاف کر دے تمہارے گناہوں کو، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران:۳۱)

۲۰:... اور جو دے تم کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سو لے لو اور جس سے منع کرے اسے چھوڑ دو۔ (الحشر:۷)

۲۱:... تمہارے لئے بہترین طریقہ سیکھنے کے لئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس کے لئے جو کہ اللہ پر یقین رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر اور اللہ کا ذکر کرتا ہے کثرت سے۔

(الاحزاب:۲۱)

احادیث مبارکہ میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت اور صفات:

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں جان سے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھے بتائیں، انہوں نے فرمایا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (امت کے بارے میں) مسلسل غمگین اور ہمیشہ فکر مند رہتے تھے، کسی گھڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نہ آتا تھا، اکثر اوقات خاموش رہتے، بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام گفتگو شروع سے آخر تک منہ بھر کر ہوتی تھی، (یہ نہیں کہ نوک زبان سے کٹتے ہوئے حروف کے ساتھ آدھی بات زبان سے کہی اور آدھی بولنے والے کے ذہن میں رہی، جیسے کہ موجودہ متکبرین کا دستور ہے) جامع الفاظ کے ساتھ کلام فرماتے، جن کے الفاظ کم معنی زیادہ ہوتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، نہ اس میں فضول باتیں ہوتیں اور نہ ضرورت سے اتنی کم ہوتیں کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرم مزاج تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مزاج نہ تھے اور نہ کسی کی تذلیل فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ کی نعمت خواہ تھوڑی ہی ہو، اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے، نہ اس کی کسی طرح مذمت فرماتے تھے، اور نہ اس کی زیادہ تعریف فرماتے، مذمت نہ فرمانا تو ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی نعمت ہے، زیادہ تعریف نہ فرمانا اس لئے تھا کہ اس سے حرص کا شبہ ہوتا ہے، جب کوئی حق کے مقابلے میں آ جاتا تو پھر کوئی بھی آپ کے غصہ کی تاب نہ لا سکتا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ اس وقت تک ٹھنڈا نہ ہوتا، جب تک آپ صلی

اللہ علیہ وسلم اس کا بدلہ نہ لے لیتے، اور ایک روایت میں یہ مضمون ہے دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غصہ نہ آتا تھا، البتہ اگر کسی دینی امور اور حق کی بات کے کوئی مقابلے میں آتا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی شخص تاب نہ لاسکتا تھا، اور کوئی غصہ کو روک بھی نہ سکتا تھا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بدلہ نہ لے لیں، اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے، نہ کسی سے بدلہ لیتے نہ انتقام لیتے تھے، جب کسی جانب اشارہ فرماتے، پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، (کہ انگلیوں سے اشارہ تواضع کے خلاف ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی سے اشارہ کو توحید کی طرف اشارہ کرنے کے ساتھ مخصوص فرما رکھا تھا)۔ جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو پلٹ لیتے تھے، اور جب بات کرتے تھے تو (کبھی گفتگو کے ساتھ) ہاتھوں کو بھی حرکت فرماتے اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے، اور جب کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے یا درگزر فرماتے، اور جب خوش ہوتے تو حیا کی وجہ سے آنکھیں جھکا لیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک اولے کی طرح چمکدار اور سفید ظاہر ہوتے تھے، حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسین بن علیؓ سے ایک عرصہ کے بعد ان صفات کو بیان کیا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ تو ماموں جان سے یہ باتیں مجھ سے پہلے ہی پوچھ چکے ہیں۔

آپ ﷺ کے خصائص مبارک:

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب مواہب اللدنیہ میں خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند بڑی خصوصیات کو ذکر فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدائش کے اعتبار سے اول الانبیاء ہونا: جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نبوت کے شرف سے سرفراز ہو چکے تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جسم و روح کی منازل سے گزر رہے تھے۔

آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا: تمام مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پیدا کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ کائنات ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام عرش و جنت کی پیشانیوں پر تحریر کیا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کوئی ایسا عمل صادر ہو گیا جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا استغفار کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا: یا اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، وحی نازل ہوئی: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ جن کے واسطہ سے تم نے استغفار کی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی کوئی ہستی نہیں، جن کا نام آپ نے اپنے نام کے ساتھ رکھا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں، تمہاری اولاد میں سے ہیں اگر وہ پیدا نہ کئے جاتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔ (فضائل ذکر، فصل سوم حدیث ۲۸، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری)

تمام آسمانی کتابوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنائی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر تمام بت الٹے گر پڑے، بتوں سے آواز آئی ہمارا دور ختم ہو چکا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہو چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج والا اعجاز و اعزاز عطا کیا گیا، اور معراج کی سواری کے لئے براق جانور پیدا کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کتاب قرآن کریم کو تبدیل و تحریف سے محفوظ کیا گیا اور قیامت تک اس کی بقا اور حفاظت اللہ رب العزت نے اپنے ذمہ لی، ”انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ عرش کے خاص خزانوں سے مجھے چار چیزیں عطا کی گئیں اور کوئی چیز اس خزانے سے کسی کو بھی نہیں ملی۔ ۱:... سورۂ فاتحہ، ۲:... سورۂ آیۃ الکرسی، ۳:... سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں، ۴:... سورہ کوثر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم کے معجزے سے نوازا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت عطا کی گئی، (تمام انسانوں اور جنوں کے نبی بنائے گئے) اپنے وقت کے اللہ کے نبی اور رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں دنیا میں تشریف لائیں گے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے آئیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے معجزہ شق القمر ظہور پذیر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اموال غنیمت کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسجد اور پاکی حاصل کرنے کے لئے تیمم کا سامان بنایا۔ (جاری ہے)

کوئٹہ کا روحانی سفر!

قسط:۲

حافظ محمد احمد احسان سبطین

حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول صاحبؒ:

حضرت اقدس ڈاکٹر صاحب مدظلہ کے شیخ حضرت مولانا خلیفہ غلام رسولؒ ہیں، آپ کا آبائی علاقہ لعل ماہڑہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے۔ آپ کی ولادت ۲۷/ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۹۰۳ء میں رمضان المبارک کی ستائیویں شب کو ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام اللہ داد تھا۔

حضرت خلیفہ غلام رسول رحمہ اللہ نے حافظ گاموں سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اور ان کی خدمت میں رہ کر قرآن کریم حفظ کیا، حافظ گاموں اللہ والے انسان تھے، آخر میں معذور ہوگئے تھے، بینائی بھی جاتی رہی، حضرت خلیفہ غلام رسول نے اپنے استاد کی خود خدمت کی۔

حفظ قرآن کے بعد قاری عبدالہادی شاہ سے ایک سال تک فن قرأت کی تعلیم حاصل کی۔

”قرأت مکمل کرنے کے بعد حضرت خلیفہ صاحبؒ ہندوستان تشریف لے گئے، وہاں پر جمعیت علمائے ہند میں شامل ہوگئے، عبدالہادی شاہ کے ایک بھائی مولانا سید غلام محمد شاہؒ تھے، وہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور خلیفہ تھے، حضرت خلیفہ صاحبؒ اور مولانا سید غلام محمد شاہ صاحبؒ ہندوستان میں اکٹھے رہتے تھے اور حضرتؒ کے مشورے سے اکٹھے تبلیغ کرتے تھے۔ مولانا سید عبدالہادی شاہ صاحبؒ پختہ عالم تھے۔ حضرت خلیفہ صاحبؒ نے شاہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ: ”میں عالم بننا چاہتا ہوں!“ (حضرت خلیفہ صاحبؒ) ان دنوں اکثر مراقب رہتے تھے، درودِ ابراہیمی کثرت سے پڑھتے تھے اور سات منزل دلائل الخیرات روزانہ پڑھتے تھے، اس کے ساتھ بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے، اس وقت آپؒ (خلیفہ صاحب) ہر نماز غسل کرکے پڑھتے تھے، تہجد بھی غسل کرکے پڑھتے تھے، درود شریف ہزاروں کی تعداد میں پڑھنا ان کا معمول تھا۔ آپؒ (خلیفہ صاحب) کے دوست حاجی حق داد صاحب کہتے تھے: تم ساری ساری رات نہ بیٹھا کرو، مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے، بدن کا بھی آپ حق ہے۔ آپؒ (خلیفہ صاحب) نے جواب میں فرمایا: اللہ اور میرے درمیان مخل نہ ہوں۔“

(دکانِ عشق صفحہ ۴۳،۴۷)

جب پاکستان بنا تو حضرت خلیفہ صاحب اس وقت ہندوستان میں تھے، مہاجرین کے ساتھ پاکستان واپس آئے، یہاں آپ کو علم حاصل کرنے کا شوق ہوا تو جامعہ محمدیہ، محمدی شریف، ضلع جھنگ میں داخلہ لیا، فارسی اور نحو وصرف کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اس کے بعد پیپلاں کے مدرسے میں داخل ہوئے اور کنز الدقائق تک کتابیں پڑھیں، اس کے بعد آپ ڈیرہ اسماعیل خان آگئے اور بقیہ کتابیں اور صحاح ستہ مدرسہ نعمانیہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤ الدین اور مولانا سراج الدین صاحب سے پڑھیں، اس وقت حضرت خلیفہ صاحب رحمہ اللہ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔ ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے شادی کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور چھ بیٹیاں عطا کیں۔

”حضرت خلیفہ غلام رسول رحمہ اللہ کے تین شیوخ تھے، حضرت خلیفہ رحمہ اللہ نے خود فرمایا:

”میرے تین شیخ تھے، تینوں کے تینوں وقت کے قطب وغوث اور قیوم تھے، اور ان کے اشاروں سے لوگوں کے لطائف جاری ہوجاتے تھے۔“ حضرت خلیفہ صاحبؒ نے فرمایا: ایک حضرت خواجہ غلام حسن سواگی رحمۃ اللہ علیہ تھے، دوسرے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے حضرت شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔“

(دکانِ عشق صفحہ ۹۳)

حضرت خواجہ غلام حسن سواگی نقشبندیہ سلسلے کے اونچے درجہ کے بزرگ تھے، بہت صاحب

توجہ بزرگ تھے۔

’’حضرت خلیفہ صاحبؒ نے ایک مجلس میں، حضرت شیخ الحدیث مولانا علاء الدین صاحب دامت برکاتہم کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ: میں نے اپنی آنکھوں سے اگر کسی اللہ والے کی توجہ کا اثر دیکھا ہے تو وہ حضرت خواجہ حسن سواگی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ تھی۔‘‘ (دکانِ عشق صفحہ ۸۵)

حضرت خواجہ غلام حسن سواگی رحمہ اللہ کی خانقاہ کا حال یہ تھا:

’’سواگ شریف میں حضرت خواجہ غلام حسنؒ کی خانقاہ میں ادب کی یہ حالت تھی کہ کوئی جوتا تک نہیں پہنتا تھا، کوئی اُونچی آواز میں بولتا تک نہ تھا، حضرت خواجہ صاحبؒ کے خادم خاص صاحب داد منہ سے خاص آواز نکال کر لوگوں کو بلاتے تھے، اور اونچی آواز میں قرآن پاک بھی نہیں پڑھتے تھے، مسجد اور حجرے کچے تھے۔‘‘

(دکانِ عشق صفحہ ۸۸)

حضرت خلیفہ صاحبؒ کے والد، چچا اور بڑے بھائی حضرت مولانا خواجہ غلام سواگی رحمہ اللہ کے دامن سے وابستہ تھے تو حضرت خلیفہ صاحب نے بھی آپ کا دامن تھام لیا۔

’’حفظ وقرأت سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خلیفہ صاحبؒ، حضرت خواجہ غلام حسن سواگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں برابر نو یا دس سال تک حاضری دیتے رہے، اور حضرت خواجہ غلام حسن صاحبؒ سے روحانی فیض حاصل کرتے رہے۔‘‘

(دکانِ عشق صفحہ ۷۹)

حضرت خواجہ غلام حسن سواگی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرت خلیفہ صاحب میں اصلاح نفس کی طلب برابر جاری رہی بلکہ اس میں اضافہ ہوگیا اور آپ نے اس کے لئے استخارے شروع کردیے، جب بھی حضرت دن یارات میں سوتے تو مختصر دعا استخارہ پڑھتے، ایک سال کے بعد اشارہ ہوا اور خواب میں ایک بزرگ دکھائی دیئے، یہ بزرگ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تھے، حضرت خلیفہ صاحب ان کو ہندوستان میں ایک جلسے میں دیکھ چکے تھے۔ اس لئے ان کی تلاش میں لاہور روانہ ہوئے، تنگدستی کا زمانہ تھا، پاس کوئی پیسہ نہیں تھا اور آپ کی خودداری کسی سے مانگنے سے مانع تھی، اس لئے پیدل ہی لاہور روانہ ہوگئے، دس روز میں لاہور پہنچے، جوتے پھٹ گئے تھے، پاؤں سوجھ گئے، جب لاہور پہنچے تو حال یہ تھا کہ پاؤں سے خون رس رہا تھا۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کو اپنا استخارہ سنایا، سفر کی روئیداد بتائی۔ حضرت خواجہ غلام حسن سواگی سے بیعت اور ان کے انتقال کا بتایا اور اپنے احوال سنائے، حضرت لاہوری رحمہ اللہ بہت خوش ہوئے، خصوصی توجہ فرمائی اور شفقت کا معاملہ فرمایا، حضرت خلیفہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

’’حضرت لاہوری صاحب رحمہ اللہ کے گھر سے میرے لئے کھانا آتا تھا، باقی لوگ زمین پر سوتے تھے اور حضرت نے مجھے سونے کے لئے چار پائی دی تھی۔ میں ۱۴ر رمضان المبارک کو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ۱۴ر ذوالحجہ تک رہا، میں مکمل تین مہینے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا، حضرت نے مجھے اسی دوران تین ماہ کے بعد خلافت دی۔ اس کے بعد میں ڈیرہ اسماعیل خان واپس آ گیا، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی علم الدین نے واپسی کا کرایہ دیا۔‘‘ (دکانِ عشق صفحہ ۹۷)

حضرت خلیفہ صاحب نے اس بات کو چھپایا کہ انہیں خلافت و اجازت سے نوازا گیا ہے، ایک سال کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ ڈیرہ اسماعیل خان آئے تو انہوں نے حضرت خلیفہ صاحب سے پوچھا: ’’ذکر کا حلقہ لگاتے ہو؟‘‘، آپ نے فرمایا: سستی کی وجہ سے نہیں لگاتا۔ عصر کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے ذکر کا حلقہ لگایا اور آپ کی خلافت کے بارے میں بتایا اور لوگوں کو آپ سے تعلق رکھنے کی ترغیب دی۔ اس کے بعد سے آپ خلیفہ صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرت خلیفہ صاحب پھر شیخ کی تلاش میں فکر مند تھے، حضرت خواجہ غلام حسن سواگی رحمہ اللہ چونکہ نقشبندی سلسلے کے بزرگ تھے اور آپ نے ان سے اسباق لئے تھے کچھ اسباق آپ کے باقی تھے۔ اس لئے آپ کسی نقشبندی بزرگ کی تلاش میں تھے، اس کے لئے آپ نے استخارے کئے تو حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کی طرف آپ کی راہنمائی کی گئی، آپ نے حضرت افغانی سے رجوع کیا، اپنے اسباق مکمل کئے، حضرت افغانی نے آپ کی طرف بھر پور توجہ دی اور بہت جلد آپ کے نقشبندی اسباق مکمل کروا کے آپ کو خلافت و

اجازت سے نوازا۔

حضرت خلیفہ صاحب کو ایک خلافت منامی بھی حاصل ہے، اس کے احوال حضرت خلیفہ صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

”حضرت خلیفہ صاحبؒ نے ارشاد فرمایا: حضرت شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ (سلسلہ نقشبندیہ) سے خلافت ملنے کے بعد حضرت خلیفہ صاحبؒ اکثر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو ایصال ثواب کیا کرتے تھے، قلبی تعلق بھی تھا، ملاقات کا شوق تھا، خواب میں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی، (خلیفہ صاحبؒ نے فرمایا:) میں نے حضرت (حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ) سے عرض کیا، حضرت حاجی صاحبؒ نے چاروں نسبتوں کا القاء فرمایا، اور چار نسبتوں کی اجازت دے دی۔ حضرت خلیفہ صاحبؒ اس زمانے میں موضع ماہڑہ میں طلبہ کو قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے، تو حضرت خلیفہ صاحبؒ نے فرمایا: میں نے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا علاء الدین سے پوچھا کہ خواب میں خلافت معتبر ہے یا نہیں؟ حضرت استاذ صاحب نے کہا کہ: معتبر ہے، اس لئے میں نے اپنے آپ کو حضرت حاجی صاحبؒ کی طرف منسوب کیا کہ میں ان کے غلاموں (خدام) میں سے ہوں۔“

(دکانِ عشق صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

ہمارے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالسلام مدظلہ العالی ان عظیم نسبتوں کے حامل، شیخ طریقت حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول قدس سرہ کے فیض یافتہ اور ان کے خلیفہ مجاز ہیں۔ فللّٰہ الحمد علی ذالک. حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ اور حضرت خلیفہ صاحب رحمہ اللہ کے حالات مفتی خالد صاحب نے لکھے ہیں۔

سفر کا آغاز:

حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ العالی کی فلائٹ اسلام آباد سے کوئٹہ کے لئے ۲۸/اکتوبر ۲۰۲۰ء کو ایک بج کر بیس منٹ پر تھی، اس لئے ابو نے ۲۸/اکتوبر صبح کی فلائیٹ میں اپنی سیٹیں بک کروائیں۔ ہماری فلائیٹ آٹھ بج کر دس منٹ پر کراچی سے روانہ ہوئی۔ ہمارے ساتھ میرے علاوہ، ابو، مفتی خالد محمود، قاری فیض اللہ چترالی، الحاج محمد وسیم غزالی، بلوچ مسجد غریب آباد کے خطیب مولانا قاری محمود الحسن تھے، حضرت کے مرید ڈاکٹر محمد ارشد نے بھی جانا تھا، مگر اچانک طبیعت کی خرابی کی وجہ سے نہ جا سکے۔ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ جو بنوری ٹاؤن کے استاد، ماہنامہ بینات کے ایڈیٹر اور حضرت ڈاکٹر صاحب کے خلیفہ ہیں، ان کا بھی ارادہ تھا، مگر انہیں پنجاب جانا پڑ گیا، اس لئے وہ بھی نہ آ سکے، ہم نو بج کر بیس منٹ پر کوئٹہ پہنچ گئے تھے، کوئٹہ ایئر پورٹ پر مولانا شکیل احمد، مولانا عبدالشکور، قاری

ادارہ مجلس نشریات اسلام کے بانی مولانا فضل ربی ندوی انتقال فرما گئے

کراچی..... بزرگ عالم دین مولانا فضل ربی ندوی قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ وہ پاکستان میں مفکر اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ کی جملہ تصنیفات وتالیفات کے پبلشر اور معروف طباعتی ادارہ مجلس نشریات اسلام کراچی کے بانی و سربراہ تھے۔ انہوں نے ۷۷ برس عمر پائی۔ وہ ۱۹۴۳ء میں غیر منقسم ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۴ء تک دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں دینی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد پاکستان آ گئے اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں دورۂ حدیث شریف کی سماعت کی۔ ۱۹۷۳ء میں مولانا فضل ربی ندوی نے مجلس نشریات اسلام کی بنیاد رکھی اور سید ابوالحسن علی ندوی سے ان کی تمام تحریروں کے حقوق اشاعت حاصل کئے۔ وہ پاکستان میں مفکر اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی (المعروف علی میاں) کی کتابوں کے واحد ناشر اور تقسیم کار تھے اور اسی سے ان کے ادارے نے ملک گیر شہرت حاصل کی۔ انہوں نے بشمول سیّد علی میاں ندوی کے کئی دیگر اکابر و اسلاف کی تحقیقات کی عمدہ معیار کے ساتھ اشاعت کا اہتمام کیا اور اپنے ادارے سے سینکڑوں علمی، فکری اور تحقیقی کتابیں شائع کیں۔ مرحوم کا کے بعد دیگرے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت سید انور حسینؒ المعروف نفیس شاہ الحسینی اور مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ سے اصلاحی تعلق رہا۔ انہوں نے چار بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ادا کی گئی، جس کے بعد انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے رئیس، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، صدر وفاق المدارس العربیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا امداد اللہ یوسفزئی، اقرا روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے سربراہ مفتی مزمل حسین کاپڑیا، مفتی خالد محمود، الحاج محمد وسیم غزالی، قاری فیض اللہ چترالی، مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی ودیگر نے مولاناؒ کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے، ان کی جملہ دینی علمی خدمات کو قبول کرے اور لواحقین کو صبر جمیل دے۔

بہاؤالدین اوران کے رفقاء ہمیں لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ہم ائیر پورٹ سے سیدھا اقراٗ کی شاخ میں جو ائیر پورٹ کے قریب ہے، پہنچے۔ وہاں ناشتہ کیا، تھوڑی دیر آرام کیا، اتنے میں کراچی سے مولانا سید حذیفہ شاہ بھی برانچ میں پہنچ گئے، وہ بس کے ذریعے صبح ہی کوئٹہ پہنچے تھے۔ ظہر کی نماز پڑھی اور ڈھائی بجے حضرت اقدس کے استقبال کے لئے دوبارہ ائیر پورٹ پہنچے، تین بجے حضرت کے جہاز نے لینڈ کیا، تھوڑی دیر کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب اپنے رفقاء الحاج محمد عطاء اللہ صاحب، ڈاکٹر عبدالحسیب صاحب، پروفیسر عدنان کے ہمراہ باہر تشریف لائے، ہمارے علاوہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب، حافظ خلیل صاحب، مولانا عبدالشکور صاحب، مفتی مطیع اللہ صاحب، سیّد طارق شاہ صاحب اور دیگر بہت سے افراد ائیر پورٹ پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں سے اقراٗ روضۃ الاطفال کی شاخ میں آئے، کھانا کھایا، کھانے کے بعد مشورہ ہوا اور حضرت کے پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ اتنے میں عصر کی نماز کا وقت ہوچکا تھا۔ حضرت اور آپ کے رفقاء نے عصر کی نماز پڑھی، حضرت نے تھوڑی دیر آرام کیا ،مغرب سے قبل چائے پی۔

اقراٗ میں بیان:

مولانا سید شکیل احمد صاحب نے کوئٹہ میں اقراٗ کی تمام شاخوں کے اساتذہ، ناظمین کو جمع کیا ہوا تھا، مغرب کی نماز کے بعد حضرت نے اساتذہ سے بیان کیا، آپ کے بیان سے قبل تلاوت قرآن ہوئی اور حمد و نعت پیش کی گئی۔

حضرت اقدس نے تقریباً آدھا گھنٹہ بیان کیا، آپ کے بیان کا خلاصہ یہ تھا۔ کچھ حضرات نے اپنے موبائل سے ویڈیو بنانا شروع کی، سب سے پہلے حضرت نے ان کو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے موبائل بند کردیں، میں فتویٰ کی بات نہیں کررہا لیکن اس طرح کی مبارک محفلوں میں ان حرکات سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔ یہ وہ محفل ہے جس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں، سکینت نازل ہوتی ہے، یہاں تصویر بازی نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے بعد حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ کے لئے دعا کی کہ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے کہ انہوں نے اقراٗ کا یہ عظیم باغ لگایا، آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں مراقب ہوتے تھے، اس کے نتیجے میں اللہ کا فرشتہ وحی لے کر آیا، آپ کو سینے سے لگا کر بھینچا جس سے نسبت منتقل ہوئی اور آپ کی زبان پر اللہ کا کلام جاری ہوگیا۔ حضرت نے تمام علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی آیات میں غور وفکر کیا کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے غور وفکر کرنے والوں عقلمند اور تھنک ٹینک کہا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہر ذی روح نے موت کا مزہ چکھنا ہے، قبر میں جانا ہے اور وہاں امتحان ہوگا مگر اس امتحان کا پرچہ آؤٹ ہوچکا ہے، سوالات بتادیے گئے ہیں۔ ہمیں اس دنیا میں اس کی تیاری کرنا چاہئے۔

آپ علماء ہیں اللہ نے آپ کو جو استعداد، صلاحیت اور دماغ دیا ہے، دوسرے لوگوں کی طرح آپ بھی دنیاوی بڑے بڑے عہدے حاصل کرسکتے ہیں مگر آپ نے چٹائیوں پر بیٹھ کر

مولانا نورالحق نور پوری رحمہ اللہ

مولانا اپنے اوصاف وخصوصیات میں صاحبِ علم، مؤمن مخلص، جذبۂ خدمتِ خلق، سادگی، تواضع، قلم و قرطاس کے ذوق اور اشاعت علم کے جذبہ سے مالا مال تھے اور اپنے حسن کردار سے داعی الی اللہ تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور کتابی عالم تھے۔ ایک عرصہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں استاذ الحدیث رہے۔ آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، شیخ ادب مولانا اعزاز علیؒ، مادرزادولی حضرت مولانا میاں اصغر حسینؒ جیسی عظیم شخصیات سے حدیث پاک کے علوم ومعارف حاصل کئے۔ آپ نے اپنے اساتذہ عظام سے پڑھے ہوئے علوم ومعارف کو ضائع نہیں کیا، بلکہ انہیں تحریر وتقریر کے ذریعہ نسل نو تک منتقل کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے کئی ایک کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے: جواہر علم، سیرت ائمہ اربعہ، سیرت خلفاء اربعہ، قانونچہ عقدا للوالی مشہور ومعروف ہیں، جو لائق تحسین وتبریک ہیں۔ مرحوم نے مدرسہ نورالاسلام کی بنیاد گوندل اٹک میں ۱۹۸۶ء میں رکھی۔ ۱۹۸۷ء میں شعبۂ تحفیظ القرآن اور کتب کا آغاز فرمایا اور اپنے چھوٹے بھائی مولانا غلام مصطفیٰ کی نگرانی اور اہتمام وانتظام میں دے کر بر منگھم چلے گئے۔ اس وقت دارالعلوم نورالاسلام کا شمار ملک کے جامعات میں ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت مولانا محب النبی دامت برکاتہم انہیں کے عزیزوں اور علاقہ کے ہیں، جو علوم دینیہ کی نشر واشاعت کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ راقم الحروف کو دارالعلوم نورالاسلام میں حاضری اور بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ خاندان علماء وصلحاء کا خاندان ہے۔ حضرت مولانا منظورالحقؒ، حضرت مولانا نورالحقؒ، حضرت مولانا غلام مصطفیٰؒ اور ان کے اخلاف دینی علوم کی تعلیم وتدریس اور نشر واشاعت میں مصروف ہیں۔ اللہ پاک ان حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

قال اللہ وقال الرسول کو ترجیح دی، اس قربانی کی وجہ سے آپ کا اللہ کے یہاں بڑا مرتبہ ہے۔ آپ حضرات اللہ سے تعلق پیدا کرو، قرآن فہمی پیدا کرو، سورۂ یٰسین، سورۂ واقعہ کی تلاوت کا معمول بناؤ، تہجد کے وقت اللہ سے راز و نیاز کرو، کیوں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے صدا لگائی جاتی ہے: ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ میں اسے عطا کروں۔

حضرت نے فرمایا اپنے اندر تزکیہ کی نسبت پیدا کرو، اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، اللہ کے ذکر سے دل میں نور آتا ہے۔ اس نور کی برکت سے اخلاقِ حمیدہ پیدا ہوتے ہیں اور اخلاق رذیلہ نکل جاتے ہیں۔

آخر میں حضرت نے ذکر کا طریقہ بتایا کہ پہلے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر آقائے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام، صحابہ کرام اور چاروں سلاسل کے اکابر اور اپنے والدین کو ایصال ثواب کرلیں، پھر پہلے لا الہ الا اللہ کا اس کے بعد الا اللہ کا پھر اللہ کا اور آخر میں ھو کا ذکر ہوگا، ھو سے مراد وہ اللہ جو صفات والا ہے، اس کی صفات کا استحضار کرکے ذکر کریں گے، پھر مراقبہ اور مراقبہ کے بعد دعا ہوگی۔

حضرت نے ذکر کروایا، سب نے بڑے ذوق سے حضرت کے ساتھ ذکر کیا، مراقبہ ہوا اور حضرت نے دعا کروائی۔ دعاء کے بعد عشاء کی نماز پڑھی، نماز کے بعد کھانا کھایا اور شاخ میں آرام کیا۔

اگلے دن ۲۹؍اکتوبر بروز جمعرات کے لئے طے ہوا کہ اشراق پڑھ کر سات سوا سات بجے مستونگ کے لئے روانہ ہوں گے۔ مستونگ کوئٹہ سے ایک گھنٹہ کی مسافت پر ایک شہر ہے۔ وہاں مفتی خالد محمود کے استاد حضرت مولانا مولا بخش صاحب کا مدرسہ ہے، وہاں جانا طے پایا تھا۔ نکلتے نکلتے آٹھ بج گئے، روانہ ہونے سے پہلے مفتی خالد محمود نے اپنی شاخ کا معائنہ کروایا۔ اس موقع پر مولانا سید شکیل احمد جو پورے بلوچستان کے ناظم اعلیٰ ہیں، کراچی کے رہنے والے ہیں۔ صرف اقرأ کی خاطر کوئٹہ ہجرت کی ہے، بہت صاف گو مگر دلچسپ آدمی ہیں، انہوں نے بتایا کہ اس شاخ کے ہر فلور پر اکیس کمرے ہیں، بیسمنٹ ملا کر چار فلور ہیں، اس طرح اس میں ۸۴ کمرے ہیں، اس وقت اس شاخ میں ۱۵۱۰ بچے / بچیاں زیر تعلیم ہیں، حضرت بہت خوش ہوئے اور بہت دعاؤں سے نوازا۔ مستونگ میں ہم مدرسہ عربیہ صدیقہ پہنچے، حضرت مولانا مولا بخش صاحب نے استقبال کیا، ہمیں خوش آمدید کہا، حضرت نے بہت محبت سے پُر تکلف دیسی ناشتہ کروایا۔

حضرت مولانا مولا بخش:

حضرت مولانا مولا بخش مدظلہ ایک جید عالم دین مگر سادگی اور تواضع کا پیکر ہیں، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاد حدیث مفتی عبدالرؤف مدظلہ مستونگ گئے تھے۔ حضرت مولانا مولا بخش صاحب سے بہت متاثر ہوئے اور اپنے تاثرات پر مبنی ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ بینات کے شمارے شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ میں شائع ہوا، مفتی خالد صاحب نے وہ مضمون مجھے اور میرے ابو کو پڑھنے کے لئے دیا تا کہ ہمیں مولانا مولا بخش صاحب کی شخصیت کے بارے میں معلومات ہوں، اس مضمون کے ایک دو اقتباس یہاں نقل کرتا ہوں۔

''حضرت مولانا مولا بخش صاحب جن کی عمر تقریباً ستر سال تک پہنچ چکی ہے، حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ جیسے اکابرین کے شاگرد اور صحبت یافتہ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل و سابق استاذ اور جامعہ امام ابو حنیفہؒ مستونگ کے بانی و مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ صوبہ بلوچستان کے پانچ اضلاع کے مسؤل ہیں۔ اللہ نے انہیں عزت و عرفی مقام، علمی صلاحیت و استعداد اور انتظامی امور سنبھالنے کی قابلیت سے نوازا ہے، وہ اگر چاہیں تو پر لطف و پر تکلف زندگی گزار سکتے ہیں، لیکن انہوں نے ہمارے اسلاف و اکابر کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے درویشانہ اور بے تکلف زندگی کو ترجیح دی ہے، جس کی برکت سے اس عمر میں بھی ان کی صحت قابلِ رشک اور پر سکون چہرہ قابل دید ہے۔ مدرسے کے اساتذہ، طلبہ اور ملازمین ان سے بے حد عقیدت و محبت کرتے ہوئے ان کے لئے غائبانہ دعائیں کرتے ہیں اور ان کی عملی زندگی کو دیکھ کر ان سے بہت کچھ سیکھ لیتے ہیں۔

مولانا کی عادات و اخلاق، اخلاص و تواضع اور فقیرانہ زندگی و طرز اہتمام کو دیکھ کر مجھ جیسا کور مغز شخص بھی تاثر لئے بغیر نہ رہ سکا۔'' (ماہنامہ بینات، شعبان ۱۴۳۹ھ، صفحہ ۱۹)

(جاری ہے)

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486